إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الإِسْلَامُ

15/20

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

پاکستان

العلماء ورثۃ الانبیاء الحدیث

حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد عبد اللہ بھکر

حضرت الاستاذ شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل وطن لیٹی ضلع کیمل پور تھا۔ آپ کے دادا حکیم شیخ محمود صاحبؒ ترک وطن کر کے گنجیال ضلع شاہ پور آگئے اور یہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ لیٹی کے سرکاری کاغذات میں حکیم صاحب مرحوم کی کچھ جائداد موجود ہے۔ لیکن حضرت الاستاذ مرحوم اور آپ کا خاندان اس جائداد سے بے نیاز رہا۔

ضلع میانوالی میں دریائے سندھ کے کنارے "دو آبہ" کے نام سے ایک گاؤں آباد ہے۔ یہی خوش نصیب گاؤں ہے جہاں ۱۸۹۴ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ سات سال کے ہوئے تو اس زمانہ کے مشہور بزرگ حضرت مولانا احمد خاں صاحبؒ کی نظر آپ پر پڑی۔ حضرت نے آپ کی پیشانی میں سعادت و سربلندی کے آثار محسوس کیے اور آپ کو دین کی خاطر مانگ لیا اور اپنی خانقاہ میں لے گئے۔ قرآن مجید ناظرہ پڑھوا کر فارسی پر لگا دیا اور ساتھ ہی روحانی تربیت فرماتے رہے۔ آپ کو اپنے شیخ اور مربی سے بہت عقیدت و محبت ہو گئی۔ تعلیم کا سلسلہ فارسی تک ہی رہ گیا اور شیخ کی خدمت اور سلوک و تصوف میں منہمک ہو گئے۔ بارہ سال کی عمر میں والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ انیس سال کی عمر میں شادی ہو گئی اور خانگی ذمہ داریاں بھی سر پر آ پڑیں مگر شیخ کے ساتھ تعلق اور خدمت میں کوئی فرق نہ آیا۔ ایک دن دادی صاحبہ نے بڑی حسرت اور افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا کہ:۔

"میرا ایک ہی پوتا ہے اور یہ بھی حفظِ قرآن اور علمِ دین سے محروم رہ گیا۔"

دادی صاحبہ کے اس ارشاد کا آپ کے دل پر بہت اثر ہوا۔ قرآنِ مجید حفظ کرنے بیٹھ گئے اور ۳۷ دنوں میں پورا قرآن مجید یاد کر لیا اور تراویح میں سُنا بھی دیا۔ حضرت مولانا احمد خاں صاحبؒ آپ کو پیار سے دُردانہ کہا کرتے تھے۔ ایک دن فرمایا کہ:

"دُردانہ! اس سے آگے سلوک مجددی علم چاہتا ہے۔"

دادی مرحومہ کی ایک آرزو پوری کر چکے تھے، اب دوسری تمنا پوری کرنے کی شکل بھی حضرت شیخ کے اس ارشاد سے نکل آئی۔ حضرت کے حکم سے امرتسر تشریف لے گئے اور حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے۔ ایک ہی سال میں تمام ضروری کتابیں (موقوف علیہ دورۂ حدیث) پڑھ لیں اور دورۂ حدیث پڑھنے کے لیے دیوبند تشریف لے گئے۔ دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث علامۃ العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:۔

"دہلی چلے جائیں اور اس سال میں مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ سے بخاری شریف اور ترمذی شریف پڑھ لیں۔ اگلے سال یہاں آکر دورۂ حدیث میں شریک ہو جائیں"

آپ نے حضرت شاہ صاحب کے ارشاد کو بخوشی تسلیم کیا اور دہلی جا کر حدیث کی مذکورہ کتابیں حضرت مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور دوسرے سال دیوبند آکر ایک ممتاز طالب علم کی حیثیت سے دورۂ حدیث میں شریک ہوئے۔ بے پناہ ذہانت اور حافظہ کی وجہ سے حضرت شاہ صاحب بھی آپ پر زیادہ توجہ اور نظرِ عنایت رکھتے۔ حضرت شاہ صاحب کو جب آپ کے حفظِ قرآن کا واقعہ معلوم ہوا تو آپ کو بلایا اور فرمایا کہ:

"مولوی صاحب! میں نے سنا ہے کہ آپ نے ۳۷ دن میں قرآن مجید حفظ کیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟"

آپ نے جواب میں عرض کیا کہ جی ہاں! یہ صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنے ہی دنوں میں یہ نعمت عطا کی ہے

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ:۔

"بھائی! آپ نے پہلے حفظ کر کے بھلا دیا ہو گا۔ پھر دوبارہ اتنے دنوں میں یاد کر لیا ہو گا۔"

آپ نے عرض کیا کہ نہیں حضرت ایسا نہیں ہے۔ پھر حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ:۔

"بھائی! آپ تلاوت زیادہ کرتے رہے ہوں گے جس سے کچھ یاد ہو گیا ہو گا۔ پھر آپ نے ان دنوں مزید پختہ کر لیا ہو گا۔"

آپ نے عرض کیا کہ نہیں حضرت! ایسا بھی نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحب اس خداداد حافظہ پر بہت متعجب اور خوش ہوئے۔

دارالعلوم دیوبند کے زمانۂ تعلیم میں چھٹی پر گھر آئے تو مفسرِ قرآن حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت مولانا نے آپ سے حدیث کے ایک مقام کے متعلق پوچھا کہ حضرت شاہ صاحب نے اس پر کیا تقریر فرمائی؟ آپ نے حضرت شاہ صاحب کی پوری تقریر سنا دی۔ حضرت مولانا مرحومؒ بہت خوش ہوئے اور اپنے سینے سے لگا کر بار بار یہ دُعا دیتے رہے کہ:

"اللہ تعالیٰ آپ کو پنجاب کا انور شاہ بنائے۔"

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات ہوئے، بیضاوی شریف کے پرچے شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے دیکھے، جب آپ کا پرچہ دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

"یہ تو بیضاوی کی شرح ہے"

آپ کی شاندار کامیابی اور بلند استعداد سے متاثر ہو کر فرمایا کہ

"دارالعلوم کو ایسے طلبہ پر ہمیشہ فخر رہے گا۔"

آپ دارالعلوم کے امتحان میں اوّل آئے۔ فرماتے تھے کہ مجھے اپنی استعداد پر بہت اعتماد تھا۔ ارادہ ہوا کہ لاہور جا کر بغیر کسی مزید تیاری کے مولوی فاضل کا امتحان دوں گا پھر گھر جاؤں گا، جب الوداعی مصافحہ کے لیے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ:۔

"مولوی صاحب! کیا ارادہ ہے؟"

میں نے اس خیال سے اپنا امتحان کا ارادہ ظاہر کیا کہ حضرت میری اس مستعدی پر خوش ہوں گے مگر حضرت نے میری امید کے برعکس یہ ارشاد فرمایا کہ:

"اچھا مولوی صاحب! کرسی کا شوق ہے؟ نہیں بھائی! ایسا نہ کرو۔ جاؤ وطن جا کر دین کی خدمت کرو۔ انشاء اللہ کرسیوں والے تمہارے قدموں میں بیٹھیں گے۔"

آپ نے امتحان کا ارادہ ترک کر دیا اور وطن آ گئے

تین سال کی مدت میں تمام علوم مروجہ پر عبور حاصل کر لینا حیرت انگیز استعداد کا مظاہرہ ہے لیکن آپ اس کامیابی کو اپنا کمال نہیں سمجھتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ:۔

"میں اپنے حضرت صاحب کے کپڑے دھویا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے آپ کا پسینہ لگا ہوا بنیان دھویا تو اسی نیت سے اس کا غسالہ پی لیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دین کا علم عطا فرمائے۔ اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے لیے علم کا راستہ آسان فرما دیا۔"

آپ نے وطن آکر دو سال تک اپنے شیخ کے صاحبزادوں کو خانقاہ میں پڑھایا اور سلوک مجددیہ کی تکمیل کر کے اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اس زمانہ میں خانقاہ میں امامت کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے، ایک دفعہ اتفاق سے عصر کے قریب منطق کا ایک سبق پڑھایا، جب نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ:

"نماز کے وقت اس قسم کا سبق نہ پڑھایا کرو۔ میں نے نماز میں اس کی ظلمت کو محسوس کیا ہے۔"

حضرت شیخ نے جب آپ کو خلافت کے بلند منصب پر فائز کیا تو ارشاد فرمایا کہ:

"مولوی صاحب! ظاہری علوم کے مدرسے تو چل رہے ہیں لیکن باطنی علوم کے مدرسے بند ہو رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ طریقۂ مجددیہ کی تعلیمات کی اشاعت کی جائے۔"

آپ نے حضرت سے اجازت لے کر ضلع میانوالی کے مشہور قصبہ داں بھچراں میں قیام کیا مگر وہاں کے مخصوص حالات کی وجہ سے ایک سال سے زیادہ نہ ٹھہر سکے۔ یہاں آپ کے لیے آرام اور راحت کے تمام وسائل تھے۔ ہر طرح کی معاشی سہولتیں تھیں۔ بہت سے لوگوں نے اصرار کیا کہ آپ دولت کو لات مار رہے ہیں۔ ایسی جگہ کو نہ چھوڑیں۔ لیکن آپ نے کسی کی نہ مانی۔ دین اور مسلک کی خاطر داں بھچراں کو ترک کر کے خوشاب تشریف لے گئے۔ ایسی ہی شانِ استغناء کے متعلق میکش مرحوم نے کہا تھا ؎

زمانہ جنسِ خودی کے بدلے میں گنجِ قارون بھی دے رہا تھا
ہماری شانِ قلندری نے اس اِبلہی کو روا نہ جانا

خوشاب میں آپ نے اپنے دادا پیر حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحبؒ (موسیٰ زئی شریف) کے نام پر مدرسہ عربیہ سراج العلوم قائم کیا۔ ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم کی ترویج اور تزکیہ قلوب کا سلسلہ بھی جاری فرمایا۔ خوشاب

(باقی بر صـ۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تلک الایام نداولھا بین الناس

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام لاہور

جمعہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

مطابق

۹ جون سنہ ۱۹۷۲ء

جلد ۱۵

شمارہ ۲۰

فی پرچہ ۴۰ پیسے

بدل اشتراک

سالانہ ۲۰/۰ روپے

ششماہی ۱۰/۰ "

سہ ماہی ۶/۰ "

ٹیلیفون ۶۷۷۱۵

مرتب

محمد حنیف سہارن پوری

صراحت ——— احمد حسین کمال

دہلی مذاکرات

جون کے اواخر میں صدر بھٹو، بھارت کی وزیر اعظم سے مذاکرات کے لئے نئی دہلی جا رہے ہیں۔

صدر بھٹو کا یہ دورہ نہ صرف پاکستان کی تاریخ میں، بلکہ برصغیر کی تاریخ میں سب سے زیادہ اہم، سب سے زیادہ پیچیدہ، سب سے زیادہ نازک اور سب سے زیادہ دور رس اثرات کا حامل ہوگا۔

تقسیم کے بعد سے دسمبر ۱۹۷۱ تک پاکستان کبھی اس پوزیشن میں نہیں آیا تھا کہ وہ ایک شکست خوردہ فریق کی حیثیت میں ہندوستان کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھا ہو۔

یہ پہلا موقعہ ہے کہ بھٹو صاحب اس اعتراف کے ساتھ دہلی مذاکرات کے لئے جا رہے ہیں کہ پاکستان ایک فیصلہ کن شکست سے دوچار ہو چکا ہے۔

اپنی شکست تسلیم کرنے کے بعد مذاکرات کا رُخ یقیناً وہ نہیں رہ سکتا، جو دو برابر کی طاقتوں کے درمیان کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر ہوا کرتا ہے۔

بھٹو صاحب کے اس اعتراف سے کم از کم ایک حقیقت واضح ہے کہ وہ دہلی مذاکرات میں دسمبر ۱۹۷۱ء کے قبل کے پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے حصہ لینے نہیں جا رہے بلکہ دسمبر ۱۹۷۱ء کے بعد کے ایک نئے پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے مذاکرات کی میز پر بیٹھیں گے اور تمام متنازعہ معاملات کو اسی نقطۂ نظر سے حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جب صورت حال یہ ہے تو ہمیں مذاکرات سے کوئی وسیع توقع وابستہ نہیں کرنا چاہیئے، جس کا منشاء اس پاکستان کی بحالی ہے جو ۱۹۷۱ء کے آخر تک دنیا کے نقشہ پر موجود تھا۔

بھٹو صاحب ایک نئے پاکستان کے پہلے سربراہ کی حیثیت سے دہلی مذاکرات کی میز پر اپنے مطالبات پیش کریں گے۔

یہ مطالبات کیا ہوں گے، اس کے بارے میں ابھی تک کوئی واضح اشارہ سامنے نہیں آیا ہے لیکن اس بات کا سمجھنا چنداں مشکل نہیں ہے کہ مستقبل کے نقطۂ سے اہم معاملہ موجودہ پاکستان اور بھارت کے درمیان مستقل سرحدوں کے تعین کا ہی ہو سکتا ہے، جس میں کشمیر کی حد متارکہ جنگ بھی شامل ہوگی۔

جنگی قیدیوں کی واپسی، ایک عارضی مسئلہ ہے، جس پر بالآخر کوئی نہ کوئی مفاہمت ہو ہی جائے گی اور جنگی قیدی واپس آجائیں گے۔

آثار بتا رہے ہیں کہ کسی نہ کسی مرحلہ پر بنگلہ دیش بھی تسلیم کر لیا جائے گا

اصل سوال یہ ہے کہ موجودہ پاکستان اور بھارت کے درمیان سرحدی حد بندی اور مسئلہ کشمیر پر کیا مفاہمت ہوتی ہے؟ اس لئے کہ مستقبل کا تمام دار و مدار اس سوال کے حل پر موقوف ہے۔ اور پاکستان کی آئندہ منزل کا تعین اس حل کے سامنے آنے پر ہی کیا جا سکے گا۔ (ورق اُلٹیے)

ملک نور الٰہی نے تعلیمی پریس میں چھاپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

بھٹو صاحب نے پاکستان اور بھارت کے باہمی تعلقات پر عام بحث و نظر کی دعوت دی ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اس کا کوئی ٹھوس نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس کے کہ جذباتی انتشار کی راہ ہموار ہو۔

جب بھٹو صاحب فیصلہ کن شکست تسلیم کر کے بھارت کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے کے لئے دہلی جا رہے ہیں تو اس بحث و نظر سے کیا فائدہ کہ پاکستان کو بھارت کے ساتھ کیسے تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔

ایک شکست خوردہ طاقت کو بہرحال ایک فاتح طاقت کی برتری تسلیم کرنا ہی ہوگی۔

اگرچہ ہمارے نزدیک موجودہ جنگ فتح و شکست کے لئے ہرگز فیصلہ کن نہیں تھی بلکہ اس جنگ کے موجودہ تباہ کن نتائج صرف اس کشمکش اقتدار کا انجام ہیں۔ جو بدقسمتی سے پاکستان کے وجود کے روز اول سے ہی شروع ہو چکی تھی اور جس میں پہلے مسلم لیگ کے ارباب سیاست ملوث ہوئے، پھر افسر شاہی طبقہ نے ہاتھ پیر نکالے اور اس کے بعد فوج کے کرتا دھرتاؤں نے اپنے اپنے اقتدار کی بازی کھیلنا شروع کر دی۔

چنانچہ بھارت کے ساتھ معاملات طے کرنے کا یہ شکست خوردہ انداز قطعی غیر حقیقت پسندانہ ہے۔

لیکن اس کے فیصلہ کا دارومدار برسر اقتدار گروہ کے انداز فکر اور رجحانات پر ہے اگر وہ احساس شکست کے ساتھ مذاکرات کی میز پر جاتے ہیں تو کوئی دوسرا کیا کر سکتا ہے اور پھر ان مذاکرات سے یہ کیسے توقع باندھی جا سکتی ہے کہ ان سے قومی وقار و سلامتی کو وہ چند فائدہ ہوگا۔

یا تو "فیصلہ کن شکست" کے احساس کو نکال کر دور پھینکئے اور زبردستی کی مسلط کی ہوئی جنگ سے زبردست نقصان اٹھائے ہوئے فریق کی حیثیت میں مذاکرات کی میز پر جائیے تاکہ اپنے نقصانات کی تلافی کا آپ پرزور مطالبہ کر سکیں اور اسی پاکستان کو بحال کرنے کی کوشش کر سکیں جو اگست ۱۹۴۷ء میں وجود میں آیا تھا۔

اور اگر آپ "فیصلہ کن شکست" کے احساس سے مذاکرات کی میز پر جا رہے ہیں، تو اپنی قوم کو مزید کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ کیجئے۔ اور نہ اسے اس نازک موضوع پر عام بحث و مذاکرہ کی دعوت دیجئے کہ وہ ذہنی نکتہ سنجیوں کی نئی طلسماتی دنیا میں بھٹکنے لگے گی

اس عام بحث و مذاکرہ کی دعوت کا وقتی فائدہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ متضاد و متعارض افکار و خیالات کے ہجوم میں کسی بھی پہلو سے مذاکرات میں حصہ لینے کا آزادانہ موقعہ مل جائے گا اور کسی بھی فیصلہ کو قوم و عوام کا فیصلہ ثابت کیا جا سکے گا، لیکن شاید آگے چل کر اس سے زیادہ قوم کے لئے مایوس کن مرحلہ کوئی نہیں ہوگا۔ آئندہ نہ اس کے سامنے اپنی کوئی جداگانہ منزل ہوگی اور نہ اس کا کوئی شاندار مستقبل ہوگا اور خوش فہمیوں کا ہر تار ٹوٹ چکا ہوگا۔

افسوس کہ قوم ابھی تک اپنے ماضی کے ۲۵ سالہ حالات سے یکسر بے خبر ہے۔ گذشتہ ۲۵ سال میں اندرون خانہ پاکستان کے نام سے پاکستان کے حکمران کیا کرتے رہے۔ اقتدار کی جنگ میں مختلف فریقوں کے کیا کردار رہے۔ بیرونی ملکوں کے ساتھ کس قسم کی دوستیاں اور دشمنیاں قائم کی گئیں۔ دوست ملکوں نے دوستی کے کون کون سے کام انجام دیئے۔ دشمن ملکوں کی دشمنیاں کن کن دوائر میں جاری رہیں۔ دوستی اور دشمنی کے معیار کیا تھے۔ بھارت کے ساتھ گذشتہ تین جنگیں کیوں لڑی گئیں۔ ہر بار ان کے کیا نتائج نمودار ہوئے، وغیرہ وغیرہ۔ ان میں سے کسی بھی بات کی قوم کو کوئی صحیح خبر نہیں اور اب دہلی مذاکرات بھی اسی قسم کے پس منظر میں ہو رہے ہیں۔

جب قوم اور اہل دانش کسی بات سے باخبر ہی نہیں ہیں تو ان کی بحث و نظر سوائے اندھیرے اور ہوا میں لٹھ چلانے کے اور کیا ہوگی؟

ہر شخص اپنے اپنے مفروضات کے مطابق بحث کرے گا اور من مانے نتائج نکالے گا خدارا یا تو ماضی کا تمام کچا چٹھا عوام کے سامنے رکھیئے اور پھر انہیں بحث و مذاکرہ کی دعوت دیجئے، ورنہ اس بھول بھلیاں میں انہیں دھکیل دینے سے کوئی مقصد ہاتھ نہیں آ سکتا۔

(باقی صـ۱۳ پر)

جمعیۃ طلباء مدارس عربیہ پاکستان، جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان

اور تمام کارکنانِ جمعیۃ علماء اسلام کی خدمت میں

ایک دردمندانہ اپیل

میرے محترم نوجوان ساتھیو!

آج ترجمان اسلام کی وساطت سے آپ حضرات سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ حضرات میری اس اپیل کو بغور پڑھیں گے۔

جیسا کہ آپ حضرات کو یہ علم ہے کہ ہمارے اکابر اس گئے گذرے دور میں باوجود فقدان اسباب اور قلت ذرائع کے دین اسلام کی سربلندی اور بقا کے لئے رات دن مصروف عمل ہیں اور انہی کی عظیم کوششوں اور انتھک محنتوں کا نتیجہ ہے کہ آج كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ کا ایک بار پھر مظاہرہ ہوا ہے۔

آج جبکہ ہمارے قائد مفکر اسلام مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ بفضلہ تعالیٰ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ اور شراب خانہ خراب پر پابندی لگانے کے بعد معاشرہ کی اصلاح کے لئے شریعت اسلامیہ کی روشنی میں وہ جو اقدامات کر رہے ہیں۔ اس سے پورے ملک میں زبردست اثر ہوا ہے، اور عوام الناس، مخلصین صادقین کو پہچان چکے ہیں اور اسلام اسلام کر کے عوام کو دھوکہ دینے والی جماعتیں بے نقاب ہو چکی ہیں تو اس موقعہ پر تمام نیک نفس اور تازہ خون رکھنے والے نوجوانوں کا فرض ہے کہ اپنے اکابر کی زیر سرپرستی اسلامی معاشرہ کی تعمیر کو اپنی زندگیوں اور ساری جد و جہد کا محور بنا کر دین و دنیا کی سرخروئی حاصل کریں۔ مجاہد ملت بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ باوجود پیرانہ سالی اور گوناگوں مصروفیات کے اس بڑھاپے میں دین اسلام کی سربلندی اور بقاء کے لئے جو مردانہ وار محنت کر رہے ہیں تو ان کی یہ پیرانہ سال جوانی آپ کی اور میری جوانی کے لئے زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ آیئے آج سے ہم عہد کریں کہ جب تک اسلام کے نام پہ حاصل کئے گئے اس ملک میں اسلامی معاشرہ اور محمدی نظام قائم نہیں کر لیتے آرام اور چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

میرے محترم نوجوانو!

یہ صرف تقریر اور تبلیغ اور زبانی جمع و خرچ کا زمانہ نہیں، کیونکہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ اب دینی قوت کی ضرورت ہے اور وہ تنظیم کے بغیر ممکن نہیں۔ اگر آپ دین اسلام کی بقا چاہتے ہیں تو پھر تنظیم سے دینی قوت پیدا کیجئے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس ملک میں صرف ایک ہی پارٹی ہے جس کا نام جمعیۃ علماء اسلام ہے اور جس کی سرپرستی حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ فرما رہے ہیں اور جس کی پشت پر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب لاہوری، استاذی المکرم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ، حضرت مولانا یحییٰ شریف، حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ، حضرت مولانا عبدالمالک صاحب دامت برکاتہم اور مخزن العابدین حضرت رائے پوری کی دعائیں ہیں، اس جماعت کو قوت دیجئے۔ تاج ختم نبوت، ناموس صحابہ، حرمت بزرگان دین، عظمت قرآن و حدیث کے تحفظ کی ضمانت ہو سکے اور بے حیائی، عریانی، فحاشی نیز قرنگی نظام حکومت کا جنازہ نکل جائے اور اسلام کا پاکیزہ معاشرہ لوٹ کر آ سکے۔ میرے خیال میں مندرجہ ذیل امور میں ہمیں بہت زیادہ دلچسپی لینی چاہیئے

(۱) لوگوں کو جمعیۃ علماء اسلام کا ابتدائی ممبر بنانا (۲) نوجوانوں کو جمعیۃ کا ڈرین اخل کرنا (۳) جہاں جمعیۃ کا جلسہ اور جلوس ہو وہاں جمعیۃ کے جھنڈا طرز کی ٹوپیاں پہن کر جانا اور جلسہ جلوس کا بخوبی انتظام کرانا (۴) محلہ محلہ، گلی کوچے، شہر اور دیہات میں جہاں تک رسائی ممکن اور آسان ہو، وہاں جمعیۃ کا پروگرام عوام الناس تک پہنچانا۔

میرے نوجوان ساتھیو!

اگر اس موقعہ کو ہم غنیمت نہ سمجھیں گے اور بے حس ہو کر اپنی جوانی ضائع کر دیں گے تنظیم نہ بنا کر دینی قوت کو نہ بڑھائیں گے تو تاریخ ہمیں معاف نہ کرے گی (باقی صـ۱۰ پر)

زاہد الراشدی

قسط ۳

کیا عبوری آئین عوامی توقعات کے مطابق ہے؟

ایک تبصرہ ● ایک جائزہ

ہمارے خیال میں یہ دفعہ ناکافی ہے۔ اس میں یہ صراحت ضروری ہے کہ اگرچہ تمام شہری قانون کے مساوی تحفظ کے مستحق ہیں، مگر قرآن وسنت نے بعض قوانین میں جنس اور مذہب کی بنیاد پر جو امتیازات تسلیم کئے ہیں ان کا احترام کیا جائے گا اور وہ امتیازات اس دفعہ سے مستثنیٰ ہوں گے۔ اس صراحت کے بغیر یہ دفعہ مہمل اور قرآن وسنت کے صریحاً منافی ہے

نیز دفعہ ۲۴ میں کہا گیا ہے کہ ملازمت پر تقرر کے سلسلہ میں نسل، مذہب، ذات، جنس، رہائش یا مقام پیدائش کی بنیاد پر امتیاز نہیں برتا جاسکتا۔

یہ دفعہ بھی محل نظر ہے۔ ایک نظریاتی اسلامی مملکت میں کلیدی اسامیوں اور مملکت کی پالیسیوں سے تعلق رکھنے والے عہدوں پر مملکت کے بنیادی نظریہ سے اختلاف رکھنے والوں کو متمکن ہونے کا حق نہیں دیا جا سکتا۔ اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ اپنے مقام پر بے حد ضروری ہے۔ مگر پالیسی ساز اداروں اور کلیدی آسامیوں میں اقلیتوں کی نمائندگی کسی بھی اصول سے روا نہیں ہے۔ اور اس سلسلہ میں مملکت کی پالیسی واضح اور دوٹوک ہونی چاہیئے۔ اسی طرح عورتوں کا مسئلہ بھی غور طلب ہے۔ اسلام کو مملکت کا بنیادی نظریہ تسلیم کرنے کے بعد اس بات کا اہتمام ضروری ہو جاتا ہے کہ عورتوں کے بارے میں اسلام کے قوانین کا احترام کیا جائے، حق ملازمت کے ضمن میں یہ وضاحت اور تعین ضروری ہے کہ عورت کو اس ملازمت کے حق سے مستثنیٰ سمجھا جائیگا جس سے عورت اسلامی تقاضوں کی پابندی سے قاصر رہ جائے۔ ان تصریحات کے بغیر یہ مساوات شرعی نقطۂ نظر سے بے راہروی کے مترادف ہوگی۔

پالیسی کے اصول

آئین کے حصہ دوم باب دوم میں پالیسی کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ اور بظاہر ان میں بڑی خوشنما اور دلربا دفعات موجود ہیں۔ مثلاً کوئی قانون اسلامی تعلیمات کے منافی نہیں ہوگا۔ اسلامی تعلیم لازمی ہوگی۔ اسلامی اخلاق کو فروغ دیا جائے گا۔ تمام شہریوں کو آمدنی کے معقول مواقع حاصل ہوں گے۔ زندگی کی بنیادی ضروریات مثلاً خوراک لباس، رہائش، تعلیم اور علاج، بے روزگار اور معذور افراد کو فراہم کی جائیں گی۔ سود ختم کر دیا جائے گا۔ عصمت فروشی، جوا اور مہلک منشیات نیز شراب کی خرید وفروخت کی حوصلہ شکنی کی جائے گی۔ عالم اسلام کے اتحاد کو مضبوط بنایا جائے گا۔ یہ باتیں ایسی ہیں جنہیں پڑھ کر اسلامی آئین کے طلبگار عوام کو خوشی سے جھوم جانا چاہیے تھا کہ خدا خدا کر کے ہماری عوامی حکومت کو ان اسلامی امور کی توفیق نصیب ہوئی۔ مگر دفعہ ۲۸ کی شق ۲ کو ملاحظہ کرتے ہی تمام خوشی کافور اور نشہ ہرن ہو جاتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ:۔

"کسی اقدام کو اس بنیاد پر چیلنج نہیں کیا جائے گا کہ وہ پالیسی کے اصولوں کے مطابق نہیں ہے اور مملکت اس کے کسی ادارے اتھارٹی یا شخص کے خلاف اس بنیاد پر کوئی کارروائی نہیں ہوگی"

لیجئے قصہ تمام ہوا اور عبوری آئین نے خود بول کر کہہ دیا کہ پالیسی کے اصولوں میں جو تھوڑی بہت تابندگی اسلامی اصولوں کو دی گئی ہے وہ بھی برائے نام ہے اور اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے اور مملکت اس پالیسی کے عملی نفاذ کی ذمہ دار نہیں ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں اس سے کوئی باز پرس ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں اگرچہ پالیسی کے اصولوں کی کوئی قانونی پوزیشن نہیں ہے مگر چند باتیں ایسی موجود ہیں جن کا ذکر کئے بغیر ہم نہیں رہ سکتے۔ مثلاً ۳۱ میں عورتوں کو اور ۳۲ میں اقلیتوں کو مملکت کے معاملات میں شریک کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس بارہ میں ہم اپنا موقف بنیادی حقوق کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں۔

منصب صدارت کے لئے اہلیت کی شرائط

عبوری آئین کے حصہ سوم میں وفاقی امور بیان کئے گئے ہیں۔ اور وفاق کے صدر کے انتخاب اور شرائط اہلیت طے کی گئی ہیں۔ طریق انتخاب یہ طے کیا گیا ہے کہ اگر صدر کا عہدہ کسی وقت خالی ہو تو قومی اسمبلی کے ارکان صدر کا انتخاب کریں گے۔ ہمارے نزدیک یہ طریق کار درست نہیں۔ اولاً اس لئے کہ عبوری آئین چونکہ وفاقی حکومت کی حد تک صدارتی ہے اور تمام اختیارات صدر کے ہاتھ میں ہیں۔ اس لئے صدر کا انتخاب عوامی رائے سے ہونا چاہیئے۔ ثانیاً پارلیمانی نظام میں چونکہ صدر محض آئینی سربراہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہاں پارلیمنٹ کے ذریعہ صدر کا انتخاب قرین قیاس ہے۔ مگر وہاں بھی زیادہ مستحسن طریق یہ ہے کہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان مشترکہ طور پر صدر کا انتخاب کریں۔ عبوری آئین کی یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ وفاقی طرز حکومت تو صدارتی رکھا گیا ہے مگر صدر کا طریق انتخاب پارلیمانی طے کیا گیا ہے۔

نیز منصب صدارت کے لئے اہلیت کی صرف تین شرطیں رکھی گئی ہیں جو ہر لحاظ سے ناکافی ہیں۔ مثلاً

(ا) وہ مسلمان ہو۔

(ب) اس کی عمر ۴۵ سال تک پہنچ چکی ہو۔

(ج) وہ قومی اسمبلی کا رکن بننے کا اہل ہو۔

ہمارے خیال میں صرف یہ کہہ دینا کہ وہ ۴۵ سال یا اس سے زیادہ عمر کا مسلمان جو کسی حلقہ سے قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہو سکتا ہو، ملک کا صدر بن سکتا ہے قطعاً ناکافی ہے۔ ایک اسلامی نظریاتی ریاست کے سربراہ کے عہدہ کے لئے مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت سے کماحقہٗ واقفیت، انتظامی امور میں مطلوبہ تجربہ، ذاتی شرافت ووجاہت اور کردار و اخلاق میں پختگی کی شرائط بھی منصب صدارت کی اہلیت کے لئے ضروری ہیں۔

مزید برآں اس موقع پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ مسلمان آئین کی رو سے کس شخص کو قرار دیا جائے گا۔ جب صدر کے لئے مسلمان ہونے کی شرط آئین میں موجود ہے تو مسلمان کی آئینی تعریف کا تعین بھی ناگزیر ہے۔ اور یہ تعریف علماء کے جملہ مکاتب فکر کے نمائندہ علماء کی کمیٹی سے متعین کرائی جا سکتی ہے۔

(جاری ہے)

مولانا ضیاء القاسمی بہاولنگر میں خطاب فرمائینگے

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے ناظم عمومی حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب مورخہ ۱۰ ارجون بروز بدھ بعد نماز عشاء چوک اردو روڈ میں خطاب عام فرمائیں گے۔ کارکنان جمعیۃ جوق در جوق شرکت فرمائیں۔

افکار قارئین

دین کے دعویدار پرنسپل کی خلاف اسلام گوہر افشانی

گورنمنٹ کالج مری کے پرنسپل جناب محمد صغیر حسن فاروقی جو اس دلیل کی بنیاد پر اپنے تئیں دیندار سمجھتے ہیں کہ ان کی تعلیم کا آغاز مسجد میں قرآن خوانی سے ہوا تھا اور دو چار پارے بھی حفظ کئے تھے اور یہ کہ آٹھ دس سال کی عمر میں وہ عورتوں کے اجتماعات میں میلاد پڑھا کرتے تھے۔ وقتاً فوقتاً حافظ محمد عبداللہ لیکچرار گورنمنٹ کالج مری سے اسلام کے خلاف اور اسلام کے نام پر حاصل کردہ ملک میں مالک الملاک کی تعلیمات کے خلاف جو گفتگو کرتے رہے ہیں۔ اس کا ایک مختصر سا خاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ جس دین اسلام کی عمارت میں خود ہادیٔ برحق صلعم کے رخسار، دانتوں اور پنڈلی مبارک کا خون، گارے کی حیثیت سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہڈیاں، اینٹوں کی حیثیت سے استعمال ہوئی ہیں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے خانوادے کے افراد نے اپنے اور اپنے بچوں کے خون سے جس پودے کی آبیاری کی ہے اس عمارت دین اور اسلام کے اس پودے کو یہ بزعم خود دیندار افسران بالا کس طرح سے پامال اور تباہ حال کرنے کے درپے ہیں۔ یہ گفتگو مختلف مواقع پر ہوئی ہے مثلاً

اسلامیات کے پروفیسر کی بطور ناظم امتحانات بی اے بی ایس سی ضمنی اسلام آباد میں ۱۹ مارچ ۱۹۷۲ء سے اوائل اپریل تک مصروفیت کے باعث اُن کی عدم موجودگی میں اسلامیات کی کلاس پڑھانے کے دوران حافظ عبداللہ نے طالبات کی حاضری لگاتے وقت یہ کہا کہ کتنی عورتیں حاضر ہیں اور کون کون رول نمبر غیر حاضر ہے پڑوسیوں کے حقوق کے سلسلے میں منجملہ دوسری احادیث نبویہ کے یہ حدیث بھی بیان کی کہ پڑوسی کے ہاں بدکاری کا دس گنا زیادہ وبال ہے۔ تفصیلی گفتگو میں اسلامی پردہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ حدیث بھی بتائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات رضؓ کو نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضؓ تک سے پردہ میں ہو جانے کی تلقین کی اور اس کے منطقی نتیجے کے طور پر یہ بھی کہا کہ دراصل کشش دونوں جانب سے ہوتی ہے۔ مسلم معاشرے کے لئے مخلوط تعلیم کو مہلک قرار دیا۔ مزید برآں تہذیبوں کے حقوق و فرائض کے سلسلے میں مساوات کے ضمنی عنوان کے تحت یہ بھی کہا کہ موجودہ معاشرہ مساوات کے سلسلے میں عجیب نظریاتی اور عملی تضاد کا شکار ہے۔ کہ عورتوں کے لئے سکول، کالج اور ریلوے میں کمپارٹمنٹ مخصوص ہیں مگر پھر بھی مردوں کے اداروں وغیرہ میں برابر داخل ہو جاتی ہیں۔ حسن اتفاق کہ مفتی محمود صاحب وغیرہم نے ایک مہینہ بعد قومی اسمبلی کے اجلاس میں بعینہٖ اسی قسم کے خیالات کا اظہار (حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو "الحق" بابت ماہ مئی ۷۲ء اور روزنامہ جنگ وغیرہ بتاریخ ۱۷ تا ۱۸ اپریل ۷۲ء)

بہرکیف کالج کی طالبات نے پرنسپل صاحب سے تحریری شکایت کی کہ حافظ محمد عبداللہ نے ہمیں عورتیں کہا ہے اور پردے کے سلسلے میں کہا ہے کہ کشش دونوں طرف سے ہوتی ہے۔ حافظ عبداللہ نے پرنسپل کی طرف سے تحریری جواب طلبی پر زبانی اور تحریری جو جواب دیا ہے وہ درج ذیل ہے:۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے فرمایا:۔

اِذَا بَلَغَتِ الْجَارِیَۃُ تِسْعَ سِنِیْنَ فَھِیَ اِمْرَأَۃٌ (ترمذی شریف۔ ابواب النکاح) یعنی جب لڑکی نو سال کی ہو جائے تو وہ عورت ہے۔

(۲) گیارھویں سے چودھویں تک کی طالبات کے کالجوں کا نام اخبارات اور سرکاری کاغذات تک میں "گالج برائے خواتین مثلاً گورنمنٹ کالج برائے خواتین" لکھا جاتا ہے۔ اس پر کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا تو حافظ محمد عبداللہ کو انتقام کا نشانہ کیوں بنایا جائے۔

(۳) کالج میں "عشق بنا کیہہ جینا" وغیرہ جیسے لغو موضوعات پر پنجابی اور مختلف زبانوں میں بین الکلیاتی مباحث میں غیر پارلیمانی قسم کے الفاظ اور جملے، طالبات کے والدین و اساتذہ وغیرہم کی موجودگی میں برملا اور بے تحاشا استعمال ہونے پر ان کی حیا اور غیرت میں جوش اور ابال نہیں آتا۔ اور اگر پردے کی احتیاط کے متعلق پیغمبر اسلام کا پیغام سنا کر صحیح، جائز اور منطقی نتیجہ کے استنباط میں لفظ کشش استعمال کیا جائے تو اعتراضات کی بوچھاڑ ہو جاتی ہے۔

سقوط مشرقی پاکستان، ۹۳ ہزار مسلمان قیدیوں اور اکس بے ایسے شرمناک اور رسوائے عالم المیوں کے بعد بھی اگر افسروں کی بالخصوص اور عوام کی بالعموم حالت میں اسلام کے مطابق تبدیلی نہ ہوئی تو ان چوبیس سالہ خلاف ورزیوں اور وعدہ خلافیوں کی پاداش میں عذاب خداوندی کے انتہائی فیصلہ کا انتظار کیجئے۔ اور یہ المیے بھی آناً فاناً پیش نہیں آ گئے بلکہ تقسیم ملک کے وقت سے ہم پاکستانی مسلمان اللہ اور اس کے رسول کو اپنی نافرمانیوں سے جس جس طرح ناراض کرتے چلے آئے ہیں۔ یہ ان بدعملیوں کی سزا ہے۔ مزید برآں اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ، خلاف اسلام زندگی بسر کرنے والی طالبات کی طرف سے خرافات پر مشتمل شکایت کی، ایک عالم دین کی شرعی اور جائز باتوں کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہو سکتی ہے"۔

لڑکیوں کی طرف سے اسی شکایت کا حوالہ دے کر پرنسپل صاحب نے محکمہ تعلیم راولپنڈی کے ڈپٹی ڈائریکٹر جناب محمد ایوب صاحب کو چٹھی لکھی۔ جن کا اپنا حال یہ ہے کہ "عشق بنا کیہہ جینا" پنجابی مباحثے کی صدارت کے لئے ۲۱/۴/۷۲ کو تشریف لائے۔ حافظ محمد عبداللہ نے جیسے اس سے قبل پرنسپل اور سٹاف کے سامنے اس موضوع کو خلاف تہذیب قرار دیا تھا، ایوب صاحب کے سامنے بھی اس پر اعتراض کیا۔ مگر آنجناب نے اپنی ہیئت کذائیہ کے باوصف اسے صحیح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ عشق رسول بھی تو اصطلاح مستعمل ہے۔ حافظ محمد عبداللہ نے کہا کہ کبھی یہ بھی سنا گیا ہے کہ فلاں نے اپنی ماں یا بیٹی یا بہن سے عشق کیا؟ اس پر آنجہانی نے فرمایا کہ میں پکا عاشق رسول ہوں۔ چند لمحے بعد چائے پینے کے موقع پر حافظ محمد عبداللہ نے کہا، کہ جناب عالی! بیٹھ کر چائے نوش فرمایئے۔ مگر انہوں نے وافر جگہ اور بکثرت کرسیوں کی موجودگی کے علی الرغم یہ کہہ کر کھڑے ہو کر چائے پینا شروع کر دی کہ دفتر میں بیٹھ بیٹھ کر تھک گئے ہیں۔ بار دیگر عرض کی گئی کہ سنت پر عمل کی نیت سے بیٹھ کر چائے پی لی جائے اور بعد میں اٹھ کھڑا ہوا جائے مگر کہاں جناب! انہوں نے تو کھانے پینے کے مسنون طریقوں کی خلاف ورزی کی قسم کھا رکھی ہے۔ یہ کہہ کر چائے کی آدھی پیالی رکھ دی کہ اگر آپ مجبور کرتے ہیں تو لیجئے میں نہیں پیتا۔ اس کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک مباحثے کی صدارت بیٹھ کر کی۔ مگر دفتری اکتاہٹ اور کسل مندی رکاوٹ نہیں بنی

۵/۴ کو یوم والدین کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے حافظ محمد عبداللہ نے یہ بھی کہا کہ اب اس کالج میں مخلوط تعلیم کے لئے کوئی جواز نہیں کیونکہ یہاں کے سربراہوں کے قول کے مطابق شروع میں طالبات کو اس لئے داخلہ دیا گیا تھا کہ لڑکوں کی تعداد کم تھی۔ مگر اب تو طالبات کی تعداد بھی تیس کے لگ بھگ ہے۔ اگر کی (سرحد) اور دیگر پسماندہ علاقوں میں بیس کے قریب طلباء کے لئے کالج کھولا جا سکتا ہے تو یہاں اس منصوبے پر عمل میں کون سی چیز مانع ہے۔ گو شرعی طور پر بالغ ہو جانے کے بعد عورتوں کے لئے مزید یا اعلیٰ تعلیم کے بہانے دعوت نظارہ پیش کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ جیسا کہ پیغمبر خدا نے حضرت علیؓ کو جن تین چیزوں میں دیر کرنے سے منع فرمایا ہے ایک یہ بھی ہے کہ بے نکاحی عورت کا جب کفو (ہمسر) مل جائے تو شادی میں دیر نہ کرنی چاہیئے۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ دسویں جماعت تک تعلیم حاصل کر لینے کی عمر میں اکثر حالات میں لڑکی بالغ ہو جاتی ہے۔ باقی عائلی قوانین جیسے غیر اسلامی خود ساختہ و پرداختہ ضابطے کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں ہے۔ یہ ہزیمت خوردہ ذہن کی اختراع ہے۔ تاہم اگر عورتوں کی دنیاوی نام نہاد اعلیٰ تعلیم پر اصرار ہے۔ تو ان کی تعلیم کا الگ بندوبست ہونا چاہیئے۔

بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اور شراب کو اپنی امت کی ہلاکت کے دو سب سے بڑے اسباب قرار دیئے ہیں۔ تاریخ انسانیت اس کی بہترین گواہ ہے

عرضیکہ مذکورہ بالا تقریر کے بعد حافظ محمد عبداللہ ظہر کی باجماعت نماز کے لئے کالج میں اسی غرض سے بنائے گئے چبوترے پر دو ایک ملازمین دس بجے چہارم کے ساتھ چلے گئے تو پرنسپل صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ حافظ محمد عبداللہ یونہی تیز اور سخت ہے۔ میں مخلوط تعلیم ختم کرانے کے سلسلے میں آخر کر ہی کیا سکتا ہوں۔ یہاں بڑے بڑے افسروں کی لڑکیاں زیر تعلیم ہیں، میں انہیں ناراض کیسے کر سکتا ہوں میں تو ایک ملازم ہوں۔

دوسرے دن پرنسپل صاحب کے کمرے میں ظہر کی نماز کے وقت پرنسپل صاحب اور اس وقت موجود اساتذہ کے سامنے نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کے اس قول سے استناد و استشہاد کیا کہ میرے نزدیک تمہارے سب معاملات میں سے زیادہ اہم نماز ہے۔ جس نے نماز کی حفاظت یا اس کی پابندی کی تو اس نے دین کو محفوظ کر لیا اور جس نے اسے ضائع کیا وہ دوسرے معاملات میں اس سے زیادہ زیاں کار ہوگا۔

پرنسپل:۔ آپ بڑی شدت سے کام لیتے ہیں۔ اگر ہم نماز نہیں پڑھتے تو یہ واقعی ہمارا قصور ہے۔ مگر ہم مسلمان تو ہیں۔ ہمارے دل میں اسلام کی قدر ہے۔ آپ تو ایسے تبلیغ کرتے ہیں جیسے ہم کافر ہیں۔

حافظ:۔ اپنے اسلام کا عملی ثبوت پیش کیجئے کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ بین العبد والکفر ترک الصلوٰۃ۔ یعنی بندۂ مومن اور کفر کے درمیان فارق اور حد فاصل ترکِ نماز ہے۔ اسی طرح اسلامی جہاد اور حملوں کے دوران یہ بات بطور خاص ملحوظ خاطر رہی کہ جس علاقے میں اذان سنائی دی، وہاں کے لوگوں سے تعرض نہیں کیا گیا۔ مزید برآں ترکِ نماز سے آپ اپنے ماتحت عملہ اور طلبہ پر برے اثرات چھوڑ رہے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی آپ کی دیکھا دیکھی بے نماز اور نہ جانے کیا کیا بنتے جا رہے ہیں۔ باقی جہاں تک میری ان باتوں میں شدت کا تعلق ہے تو بات دراصل یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا۔ اور یہ بات بھی مسلّم ہے کہ جہاد غیر مسلموں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ نماز کا درجہ زکوٰۃ سے بھی ارفع و اعلیٰ ہے۔ عملی طور پر انکار اور استخفاف دین اب بھی موجود ہے۔ خدانخواستہ نماز وغیرہ کے سلسلے میں صرف نظریاتی اقرار اور عملی انکار، ہماری بدعملیوں سے کہیں نظریاتی انکار پر منتج نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ کی نرمی نے کیا رنگ دکھایا ہے۔ آج آپ لڑکوں کے امتحان ۱۶ مئی سے شروع کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ مگر وہ ۲۰ مئی سے امتحان شروع کرنے کا آپ کو قائل کر لیتے ہیں آپ قلتِ وقت کے باعث مسلسل پرچوں کا پروگرام بناتے ہیں اور وہ ہر دو پرچوں کے درمیان ایک دن کے وقفہ یا چھٹی کا مطالبہ منوا لیتے ہیں۔

پرنسپل:۔ لڑکوں کی سہولت کے پیش نظر ایسا کیا ہے

حافظ:۔ جناب عالی! ایسا نہیں۔ بلکہ آپ نے اس قدر بے محابا تقریبات اور جلسے، مشاعرے، ڈرامے وغیرہ منعقد کئے اور اس قدر چھٹیاں کی ہیں کہ طلباء تعلیمی لحاظ سے بالکل کورے ہو گئے ہیں۔ اس لئے وہ بے جا مراعات کا تقاضا کرتے ہیں۔ کیا اس قدر کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا؟ دراصل بات یہ ہے کہ ہم لوگ خدا تعالےٰ کے اس قدر نافرمان ہیں کہ الامان! اس لئے طلباء ہماری جائز باتوں کو بھی رد کر دیتے اور ہماری صریح نافرمانی پر کمربستہ ہیں۔

اس قدر واضح اور دوٹوک الفاظ میں تبلیغ حق اور نوکری کا خیال نہ کرتے ہوئے حق سچ کہنے پر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

پرنسپل:۔ اگر آپ کو نوکری کرنی ہے تو مصلحت اور ذاتی مفاد کا بھی خیال کیا کیجئے۔

حافظ:۔ جناب والا! ہماری تمہاری ذاتی اغراض اور مفادات سے دین خداوندی اور شریعتِ مصطفویہ کہیں زیادہ بیش قیمت اور گنج گراں مایہ ہے۔ ہم پہلے مسلمان ہیں اور پھر پاکستانی یا ملازمت پیشہ افرادِ انسانی۔ اپنی نوکری سے زیادہ ہمیں خدا کے دین کا خیال کرنا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، معرکہ کربلا کے نامور شہداء حتیٰ کہ بچوں اور عورتوں کے خون سے دین اسلام کا پودا سینچا گیا۔ سلف صالحین نے صبر آزما، شکیب ربا، زہرہ گداز اور حوصلہ شکن مصائب و شدائد برداشت کر کے ہر قسم کی مالی و جانی قربانی پیش کر کے اسلام کے اس پودے کو پروان چڑھایا ہے۔ مگر آج ہم خود مسلمان کس بے اعتنائی سے اپنے گھٹیا دنیاوی اغراض و مقاصد کی قربان گاہ پر خدا کے اس قیمتی دین کو بھینٹ چڑھا رہے ہیں۔

سالانہ مخفی رپورٹوں کے ذکر پر فرمایا:۔

پرنسپل:۔ ہمیں اپنا [illegible] زندگی کی کارکردگی [illegible] بنانے کے لئے افسروں کو خوش کرنا اور راضی رکھنا ہوگا۔ اس کے مقابلے میں اپنے ایک رفیق کار کی بات اتنی اہمیت نہیں رکھتی۔

حافظ:۔ خدا اور رسولِ خدا کی رضا سب سے بڑی چیز ہے ہماری زندگی بھر کی کارکردگی کی گرامر کا تعین کے ذریعہ تیار کردہ آخرت میں پیش ہونے والی رپورٹ کے مقابلے میں گھٹیا دنیا کے افسروں کی رپورٹ ہیچ ہے۔ اس لئے کہ روزی رساں اور خالق و مالک اللہ کی ذات ہے۔ افسر ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

ایک موقع پر ایک پروفیسر (کریم صاحب) نے کہا۔

کریم:۔ لڑکے کالج کی حدود میں بلا جھجک سگریٹ پیتے ہیں، اس سلسلے میں ایک انتظامی نوٹس جاری کرنا چاہیئے

پرنسپل:۔ واقعی یہ تو کالج کے نظم و ضبط کے خلاف ہے۔ ایسا ضرور کرنا چاہیئے۔ آپ نوٹس لگوا دیں، تاکہ طلباء علانیہ سگریٹ نہ پئیں بلکہ چھپ کر پئیں۔

حافظ:۔ جناب عالی! اگر یہ کوئی بری چیز ہے، تو پروفیسر صاحبان اور دوسرے عملہ کو بھی اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور اگر اچھی چیز ہے تو طلباء کو اس سے روکنا برا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم کسی کو بھی کسی ایسی بات سے روک نہیں سکتے، جسے خود کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر کسی بزرگ کے، کسی عورت کے بچے کو گڑ کھانے سے روکنے

صوبہ سرحد کے

درویش وزیر اعلیٰ سے

ایک ملاقات

(از اشرف ہاشمی)

جسمیں

قائد جمعیۃ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے بہت سے مسائل سے پردہ اٹھایا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کے اس انٹرویو کو گھر گھر پہنچایئے۔

قیمت ۳۰ پیسے ——— فی سینکڑہ بیس روپے

پچیس سے کم ارسال نہیں کیا جائے گا۔ ڈاک خرچ ۶۰/۱ خریدار کے ذمہ ہوگا۔ آج ہی آرڈر روانہ فرمایئے

رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کیجئے یا وی پی کے لئے لکھئے:۔ (انٹرویو چھپ چکا ہے)

محمد حنیف سہارنپوری دفتر ترجمانِ اسلام

چوک رنگ محل لاہور

دلملا واقعہ بھی زیر بحث آیا اور حافظ محمد عبداللہ نے کہا، کہ قرآنی ارشاد یہ ہے کہ تم وہ کچھ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں

پرنسپل:۔ ہمیں تو سیگرٹ کی عادت پڑ چکی ہے، کیسے چھوڑیں۔ آہستہ آہستہ چھٹے گی۔

حافظ:۔ کوشش کر کے بالتدریج سہی، سیگرٹ وغیرہ چھوڑ دیجئے۔ جب شراب حرام ہوئی تو مدینہ کی نالیوں میں پانی کی طرح بہتی پھرتی تھی، حالانکہ عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ ہر بری عادت چھوڑی جا سکتی ہے۔ صرف ہمت مردانہ درکار ہے۔

پرنسپل صاحب کے معتمد خصوصی ظہور عباسی نے گذشتہ مجلس میں پوچھا:۔

ظہور:۔ کیا وجہ ہے آپ اتنے عرصہ سے تبلیغ کر رہے ہیں، مگر خاطر خواہ اثر نہیں ہوا

حافظ صاحب:۔ قیامت کے دن بعض انبیاء تشریف لائیں گے۔ جن کا کوئی اکا دکا متبع ہوگا اور بعض تنہا۔ دراصل آج کا معاشرہ اسلامی تعلیمات سے بہت دور ہو چکا ہے۔ اس لئے اثر کم ہوتا ہے۔

مرسلہ

قاری محمد ایوب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام مری)

خط و کتابت کرتے وقت

اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں

پشاور کنونشن

کنونشن کے انتظامات پر ایک نظر

فخرِ سرحد حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب دامت برکاتہم صوبہ سرحد کے امیر اور دلوں کی معروف شخصیت ہیں۔ حضرت مولانا کی شخصیت جمعیۃ کے کارکنوں کے لئے اس وجہ سے بہت ہی زیادہ قابل احترام ہے کہ آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے جاں نثاروں میں سے ہیں اور عادات و اطوار، اخلاق و مہمان نوازی اور ملنساری کے لحاظ سے بھی حضرت شیخ کی مجسم تصویر ہیں۔ یہ میری مبالغہ آرائی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ میں نے ان کو دفتر میں جھاڑو دیتے مہمانوں کے لئے بستر بچھاتے اور برتن دھوتے خود دیکھا ہے اس وجہ سے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب مدظلہ اپنے سلف صالحین کی روایات کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ پشاور کے ایک ہفت روزہ نے حضرت سید صاحب کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"مولانا سید گل بادشاہ صاحب علماء کے اس عظیم قافلہ کے ایک جری اور باحوصلہ راہنما ہیں، جنہوں نے زندگی کے کئی نشیب و فراز دیکھے۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، لیکن ان کے پائے ثبات میں کبھی تزلزل نہیں آیا۔ زندگی کے آخری پیٹے میں ہیں لیکن آج بھی ان کی ہمت بلند اور عزائم جواں ہیں۔ قدرت نے انہیں اخلاق حسنہ کی دولت سے نوازا ہے، ہر ایک کی دلجوئی اور حفظ مراتب کرنا ان کی عادت بن چکی ہے یہی وجہ ہے کہ قیام جمعیۃ سے اب تک جمعیۃ علماء اسلام سرحد کے امیر چلے آرہے ہیں۔ کنونشن کے تمام انتظامات کا سہرا مولانا سید گل بادشاہ صاحب کے سر ہے۔"

(صدائے اسلام پشاور ۱۴ مئی)

راقم الحروف چونکہ کنونشن سے دو روز پہلے پشاور پہنچ چکا تھا اس لئے میں نے حضرت مولانا کو ان دونوں میں بے حد مصروف پایا۔ دفتر میں ہیں تو مہمان حضرات کی خدمت کر رہے ہیں۔ وہاں سے جاتے ہیں تو کنونشن کے انتظامات میں مصروف ہیں۔ غرض انہوں نے اپنا آرام و سکون بالکل ختم کر دیا تھا اور وہ ہمہ تن انتظامات میں لگے ہوئے تھے۔

شاہی باغ میں ہر ہر ضلع کے لئے الگ الگ خیمے نصب تھے۔ ان کے لئے پانی کا انتظام تھا اور وہیں ایک جانب مہمانوں کے لئے بیت الخلاء بنا دیا گیا تھا، لیکن جب ۵ مئی جمعہ کا دن آیا۔ تو یہ سارا انتظام ناکافی ثابت ہوا۔

جو ضلعی کیمپ بنائے گئے تھے۔ ان میں بمشکل دس دس پندرہ پندرہ افراد سما سکتے تھے۔ جب قافلے وہاں پہنچے، تو اہل پشاور کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا۔ "داد مرہ مخلوقات وہ کم بخت راغلہ۔ کہ اتنی مخلوق کہاں سے آگئی۔ ان کا یہ خیال تھا کہ بمشکل ہر ضلع سے دس یا اس سے زیادہ پندرہ افراد تک یہاں پہنچ سکتے ہیں اور اسی مناسبت سے انہوں نے یہ انتظامات کئے تھے۔

بہرحال باہر سے آنے والے حضرات کو کیمپوں میں جگہ میسر نہ آسکی اور انہوں نے درختوں کے سائبان کے نیچے ڈیرے ڈال دیئے۔

صوبہ سرحد

صوبہ سرحد اپنے ساتھ بہت بڑی تاریخ لئے ہوئے ہے امام المجاہدین حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے اسی خطہ میں سکھوں کے ساتھ جہاد کیا تھا۔ اور جب انگریز کے ساتھ لڑائی کی ضرورت پڑی تو یہاں کے عوام وطن کی آزادی کے لئے سربکف ہو کر میدان میں اتر آئے تھے اور انگریز اپنی بھاری فوجی طاقت و قوت کے باوجود بھی پختون عوام کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکا تھا۔ وہاں کے عوام میں جذبہ جہاد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اور جب بھی ملک و قوم کو ضرورت پڑتی ہے وہ پیش پیش رہتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ان کی بہادری سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ بلکہ الٹا انہیں غدار قرار دیا جاتا ہے۔

گذشتہ جنگ میں صوبہ سرحد کے پٹھان عوام نے لاکھوں کی تعداد میں وطن کے دفاع کے لئے خود کو پیش کیا۔ لیکن اس طرف کسی نے توجہ نہیں دی۔

بہرحال صوبہ سرحد کے پٹھان جہاں اپنے ساتھ تابناک روایات لئے ہوئے ہیں۔ وہاں ایک چیز میں وہ ہم سب سے اول نمبر پر ہیں۔ اور وہ ہے اسلام سے ان کی گہری محبت اور والہانہ عقیدت۔

وہاں کے عوام اسلام پسند نہیں اسلام پابند ہیں۔ قرآن پاک کی تعلیم کے مکتب ہر ہر شہر اور قصبے میں قائم ہیں۔ دینی تعلیم کی کثرت کی وجہ سے وہاں علماء بھی ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں۔ جو وہاں کے عوام کی عقیدت کا مرجع ہیں۔ اسی وجہ سے صوبہ سرحد میں علماء حق کی سب سے بڑی تنظیم کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام نے گذشتہ الیکشن میں تمام جماعتوں سے زیادہ ووٹ حاصل کئے تھے۔

خاص طور پر صوبہ سرحد کے جنوبی اضلاع میں ڈیرہ اسمٰعیل خاں بنوں اور کوہاٹ کے عوام جمعیۃ سے دلی عقیدت اور محبت رکھتے ہیں۔ اور دوسرے اضلاع ہزارہ وغیرہ میں مانسہرہ اور بٹگرام اور پشاور میں اکوڑہ خٹک وغیرہ ملحقہ جمعیۃ کے خاص مرکز ہیں۔ یہاں مجاہد اسلام حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی شخصیت کا اثر ہے اور اکوڑہ وغیرہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب ہر دلعزیز شخصیت ہیں۔ انہی اضلاع سے پشاور کنونشن میں ہزاروں افراد نے شرکت کی تھی اور اس کنونشن کو کامیاب بنایا تھا

ڈیرہ، بنوں اور کوہاٹ کے قافلے

اب صوبہ سرحد سے آمدہ قافلوں کی کچھ اجمالی رپورٹ آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔ اجمالی اس لئے کہ میں خود اس قافلہ میں شریک نہیں تھا۔ اس سلسلے میں محترم شیخ عزیز الرحمٰن صاحب امیر جمعیۃ سٹی ڈیرہ نے میری کچھ رہنمائی فرمائی ہے۔ اور کچھ دوسرے احباب سے معلومات حاصل کیں۔ یوں تو صوبہ سرحد کے ہر ہر ضلع سے ہی ہزاروں کارکنان جمعیۃ انفرادی اور اجتماعی طور پر پشاور کنونشن میں شرکت کے لئے پہنچے تھے۔ لیکن سب سے زیادہ جہاں سے گئے وہ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کا ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں ہے۔ یہ ضلع پاکستان میں تاریخی حیثیت حاصل کر گیا ہے۔ اس وجہ سے کہ پاکستان کا سب سے بڑا سیاسی معرکہ اسی ضلع میں ہوا تھا۔

ایک طرف موجودہ صدر پاکستان تھے جو بہت بڑے سرمایہ دار اور جن کے وسائل بہت زیادہ تھے اور دوسری طرف صوبہ سرحد کے موجودہ وزیر اعلیٰ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب تھے۔ جو نہ خود سرمایہ دار تھے اور نہ ہی وسائل مہیا ہو سکے۔ اللہ کی امداد کے بھروسہ پر حضرت مفتی صاحب نے انتخابات میں حصہ لیا۔ اپنی ہر دلعزیز شخصیت اور کارکنوں کے خلوص و ہمت سے مفتی صاحب نے صدر بھٹو کو دس ہزار ووٹوں سے شکست دی اور فاتح بھٹو کہلائے۔

جب ڈیرہ کے عوام نے اپنے محبوب قائد حضرت مفتی صاحب کا یہ اعلان پڑھا کہ ۵ مئی کو پشاور کنونشن میں شرکت کرنی ہے اور اسے کامیاب بنانا ہے۔ قائد کا حکم ہو تو ڈیرہ کے عوام کسی سے پیچھے کیسے رہ سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس تھوڑے سے وقت میں زور شور سے تیاریاں شروع کر دیں۔ اور جب قافلہ ڈیرہ شہر سے نکلا تو وہ بیس بسوں پر مشتمل تھا، جن پر علم نبوی اپنی پوری آب و تاب سے لہرا رہے تھے۔ بسیں اوپر نیچے سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں کچھ بسوں پر لاؤڈ اسپیکر نصب تھے۔ جن میں تلاوت قرآن پاک اور جمعیۃ کے نغمے نشر کئے جا رہے تھے۔ اس عظیم قافلہ کی قیادت ضلعی جمعیۃ کے ناظم عمومی حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب کلاچی، حضرت مولانا حکیم عبدالسلام

ڈیرہ اسماعیل خاں ہمسفر ملتے گئے

مرتب
محمد حنیف سہارنپوری

بنوں ○ کوہاٹ کے قافلے

ور کارواں بنتا گیا

صاحب نائب امیر اور حضرت مولانا علاؤالدین صاحب فرما رہے تھے۔ اسی قافلہ میں دو بسیں جنوبی وزیرستان کے قبائلی نوجوانوں کی شریک تھیں، جو حضرت مولانا نور محمد صاحب وانا کی قیادت میں یہاں پہنچی ہوئی تھیں۔ یہ قافلہ صبح کے سہانے وقت میں ڈیرہ سے روانہ ہوا۔ اور جوں جوں قافلہ منزل کی جانب بڑھتا رہا اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا

ہمسفر ملتے رہے اور کارواں بنتا گیا

ابھی یہ قافلہ تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ اس میں پہاڑپور اور پنیالہ سے آمدہ بسیں شامل ہو گئیں۔ راستے میں چھوٹی بستیوں، قصبوں اور شہروں کے عوام نے اہل قافلہ کا نہایت گرمجوشی سے خیر مقدم کیا۔ نعرہ ہائے تکبیر و تحسین کے ساتھ اہل قافلہ پر پھول نچھاور کئے گئے۔

بنوں میں آمد

بنوں میں پہلے ہی سے قافلہ کا شدت سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ اور اس قافلہ میں شرکت کے لئے بنوں شہر مضافات اور شمالی وزیرستان کی بسیں اپنے اپنے قائدین حضرت مولانا صدر الشہید ایم این اے، حضرت مولانا یعقوب خان ایم پی اے، حضرت مولانا عبدالصمد خان ایم پی اے حضرت مولانا خلیفہ حبیب الرحمٰن صاحب امیر جمعیۃ شمالی وزیرستان جنگل کے بادشاہ جنت گل خان صاحب کی قیادت میں وہاں اوپر نیچے سے بھری اور پرچم ہائے جمعیۃ سے سجی سجائی کھڑی تھیں۔ بنوں کے ہزاروں افراد بھی قافلے کو روانہ کرنے اور ڈیرہ اسمٰعیل خان سے آمدہ قافلے کا استقبال کرنے کے لئے وہاں موجود تھے۔

جب قافلے کی آمد ہوئی تو ہزاروں افراد میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اور نہایت جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے قافلہ کا استقبال کیا۔ گزشتہ الیکشن کی گہما گہمی کے بعد بنوں کی سرزمین نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، پاکستان زندہ باد، غریب عوام کے غریب وزیر اعلیٰ مفتی محمود زندہ باد۔ جمعیۃ علماء اسلام زندہ باد، مولانا ہزاروی زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ اہل بنوں نے اپنے معزز مہمانوں پر پھولوں کی بارش کر کے ان سے عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔ شمالی وزیرستان کے قبائلی پٹھان اپنے ساتھ علاقائی روایات بھی لئے ہوئے تھے۔ اور جھوم جھوم کر نعرے لگاتے ہوئے مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔

اس قافلہ میں سو کے لگ بھگ بسیں ہو چکی تھیں بنوں سے قافلہ روانہ ہوا تو اس کے آخری سرے کا کوئی پتہ نہ چلتا تھا۔ اب قافلہ کی منزل کوہاٹ تھی۔ راستے میں لتمبر اور لاچی اور دو مقامات کے عوام بھی اس قافلے کی انتظار میں سڑکوں پر جمع تھے۔ اور جب قافلہ ان کے پاس سے گذرتا تو وہ بھی ہاتھ ہلا ہلا کر اور بلند آواز سے نعرے لگا کر انہیں خوش آمدید کہتے تھے۔ بنوں سے کوہاٹ کے راستے میں بھی بہت سی بسیں اس قافلے میں شامل ہوئیں۔

کوہاٹ میں شاندار مظاہرہ

ڈیرہ اسماعیل خان، شمالی وزیرستان، بنوں اور مضافات کے قافلوں نے رات کا قیام کوہاٹ کرنا تھا، عصر کا وقت ہو رہا تھا اور یہ عظیم قافلہ کوہاٹ میں داخل ہوا چاہتا تھا۔ ہنگو، ٹل اور دیگر مقامات سے آئی ہوئی بسیں بھی کوہاٹ پہنچ چکی تھیں۔ کوہاٹ کے عوام جناب حاجی محمد ابراہیم صاحب پراچہ کی قیادت میں بنوں اور ڈیرہ سے آمدہ قافلوں کے استقبال کے لئے پہلے ہی سڑک پر پرچم جمعیۃ لئے ہوئے کھڑے تھے۔ چنانچہ پہلے تو کوہاٹ کے عوام نے قافلہ کا خیر مقدم کیا۔ اور پھر پورے شہر میں بسوں کا مظاہرہ کرایا گیا۔ اس عظیم مظاہرہ میں تقریباً ڈیڑھ صد بسوں نے حصہ لیا

مہمان نوازی

چونکہ رات کا قیام وہیں تھا۔ اس لئے کوہاٹ کے عوام نے اس شاندار قافلے کی خوب مہمان نوازی کی۔

۵ مئی کی صبح کو اس عظیم الشان کاروان اسلام نے نماز فجر ادا کی اور ذکر اذکار سے فارغ ہونے کے بعد پشاور جانے کے لئے پھر اپنی اپنی بسوں میں سوار ہو گئے۔ اس قافلے میں کوہاٹ کا قافلہ بھی شامل ہو چکا تھا جس کی قیادت جناب حاجی محمد ابراہیم پراچہ فرما رہے تھے۔

کوہاٹ سے پشاور تک پہاڑی علاقہ اور خطرناک قسم کے موڑ ہیں۔ قافلے والے کہتے ہیں کہ جس وقت یہ عظیم الشان کاروان اسلام سر بفلک پہاڑوں کا دامن چیرتے اور نعرۂ تکبیر لگاتے ہوئے گذر رہا تھا تو اس وقت کا منظر قابل دید تھا، اور نعروں کی گونج سے عجیب سرور پیدا ہوتا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے مجاہدین کا قافلہ میدان جہاد کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اور یا پھر یوں سمجھ لیجئے کہ یہ مجاہدین کسی معرکہ کارزار سے فتحیاب ہو کر اللہ کے حضور سجدۂ تشکر ادا کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ کوہاٹ اور پشاور کے درمیان درہ آدم خیل واقع ہے۔ وہاں کے پختونوں نے بھی اس عظیم قافلہ کا شاندار خیر مقدم کیا۔

وزیر اعلیٰ سرحد کی آمد

وزیر اعلیٰ سرحد قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قافلہ کی آمد کا علم ہوا تو وہ بھی پشاور سے کوہاٹ کی جانب استقبال کے لئے تشریف لے گئے۔ ابھی دس ہی پہنچے تھے کہ کاروان اسلام نظر آیا، آپ ٹھہر گئے۔ ادھر اہل قافلہ نے جب اپنے محبوب قائد کو دیکھا تو وہ بھی جذبات میں آ گئے بسوں سے اتر اتر کر حضرت مفتی صاحب سے مصافحہ اور معانقہ کرنے کے لئے دوڑے۔ حضرت مفتی صاحب نے بہت سے حضرات سے مصافحہ بھی فرمایا۔ لیکن وقت تنگ ہو چلا تھا۔ اس لئے قائدین قافلہ نے ہدایت دی کہ اپنی اپنی بسوں میں سوار ہو جائیں، تاکہ جمعہ کے وقت پشاور پہنچ سکیں۔ یہاں سے اس عظیم کاروان اسلام کی قیادت خود وزیر اعلیٰ سرحد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے فرمائی۔

پشاور میں آمد

پنجاب کا قافلہ جب شاہی باغ پہنچا تو راقم الحروف نے شاہی باغ میں دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے جمعیۃ کے احباب سے ملاقات کی۔ وہاں سے فارغ ہو کر ٹانگہ پکڑا، اور دفتر جمعیۃ کا رخ کیا۔ ابھی کوئی تین چار فرلانگ ہی پہنچا ہوں گا کہ سامنے سے ایک بس نظر آئی۔ جس پر لاؤڈ اسپیکر نصب تھا اور پرچم جمعیۃ لہرا رہے تھے۔ ابھی وہ بس ہم تک پہنچی نہ تھی کہ دوسری بس نمودار ہو گئی۔ بس پھر کیا تھا، بسوں کا ایک لامتناہی سلسلہ چل نکلا، ٹانگہ رکشا جہاں کھڑا تھا کھڑا رہا اور ٹریفک کا نظام معطل ہو کر رہ گیا۔

مجھے تقریباً یہاں آدھ پون گھنٹہ تک کھڑا رہنا پڑا اس ضمن میں میں نے کوچوان سے پوچھا کہ بابا یہ بتاؤ اتنے افراد آپ نے پہلے بھی کسی جلسہ میں دیکھے۔ اس نے بتایا کہ ہم نے یہاں بڑے بڑے لوگوں کے جلسے دیکھے۔ یہاں صدر بھی آتے رہے اور وزیر بھی، لیکن آج تک نہ تو اتنا بڑا اجتماع ہوا اور نہ ہی اس انداز سے قافلوں کی صورت میں لوگ یہاں پہنچے۔

میں نے سوال کیا کہ بابا آپ بھی مولویوں کو مانتا ہے؟ میرے اس سوال سے اس کے چہرے پر کچھ غصے کے آثار نمودار ہوئے، اور پھر وہ بولا۔ ہم لوگ مولویوں کو مانتا ہے۔ ہمارا مولوی بہت اچھا ہے۔ اس نے ہمیں دین سکھایا۔ غرض اس نے اپنے انداز سے بہت کچھ باتیں علماء سے متعلق بتائیں۔

آخری سوال اس سے میرا یہ تھا کہ بابا آپ کہتے ہیں یہاں مولویوں کی حکومت ہے۔ کیا یہ حکومت کامیاب ہو جائیگی اس نے بتایا کہ کامیاب ضرور ہو گی۔ لیکن مولوی صاحب آپ جانتے ہیں کہ اس دنیا میں ہر آدمی کا کوئی نہ کوئی مخالف ضرور ہے۔ اس لئے حکومت کو ناکام بنانے کے لئے سازشیں ضرور کی جائیں گی۔ اب ہماری یہ طویل گفتگو ختم ہوئی اور ادھر سے کاروان اسلام کی آخری بس ہمارے پاس سے گذری۔ میں نے بابا کوچوان سے کہا۔ بابا وقت کافی گذر گیا۔ اس لئے مجھے جلدی دفتر پہنچائیں میں نے واپس بھی پہنچنا ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ ——— ایک دردمندانہ اپیل

اور نہ ہم عالم اسباب کے قانون شامتِ اعمال سے بچ سکیں گے۔ جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ ہماری تھوڑی سی حرکت میں اللہ تبارک وتعالےٰ برکت ڈال دیتے ہیں۔

آخر میں میں پھر ایک بار یہ حقیقت واضح کرنا چاہتا ہوں کہ دین کی ترقی اور بقا سیاست کے بغیر متعذر ہے۔ اور وہ سیاست جس کے پیچھے قوت و طاقت نہ ہو کاغذی ریزولیشنوں سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

میری بارگاہِ ایزدی میں یہی دعا ہے کہ اللہ ہم سب نوجوانوں کو اکابر علماء حق کی سرپرستی میں دین اسلام کی بھرپور خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین!

(عزیز الرحمٰن ہزاروی فاضل دارالعلوم حقانیہ راولپنڈی)

حضرت مولانا عبید اللہ انور کو دھمکی، ختم نبوت کے اظہار پر پابندی

لاہور (سٹاف رپورٹر) جمعۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے امیر اور ترجمان اسلام لاہور کے پبلشر حضرت مولانا عبید اللہ انور کو ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر لاہور نے وارننگ دی ہے کہ آئندہ ہفت روزہ ترجمان اسلام میں یہ نہ لکھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوئے نبوت قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر نے مولانا کو دھمکی دی ہے کہ تمہیں بار بار وارننگ دی جا چکی ہے۔ لیکن تم لوگ باز نہیں آتے۔ مولانا نے کہا کہ ہم نے حق بات کا اظہار کیا ہے عقیدہ کے اظہار پر پابندی عائد نہیں کی جا سکتی۔ اے ڈی صاحب نے کہا کہ ہم حق کو نہیں جانتے قانون کو جانتے ہیں۔ اگر آپ نے آئندہ اس قسم کی تحریر لکھی تو ترجمان اسلام کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا جائے گا

مولانا حکیم عبدالرحمٰن دگوجر انوالہ، صدر مجلس عمل اہلحدیث پاکستان کی طرف سے

مولانا مفتی محمود وزیر اعلیٰ سرحد اور دیگر علماء کو مبارکباد

۵ مئی کو یوم تشکر پر مفتی صاحب وزیر اعلیٰ سرحد نے پشاور کے جلسہ عام میں تقریر کا مجھے حکم دے کر میری عزت افزائی کی، لیکن قلت وقت سے موقع نہ ملا۔ خلاصہ جذبات حاضر ہے۔

بیان

میں مجلس عمل اہلحدیث پاکستان کے صدر کی حیثیت سے مجاہد ملت مفتی محمود صاحب کو سرحد کے چیف منسٹر بننے اور شراب پر پابندی کے فوری احکام کے نفاذ پر مبارکباد پیش کرنے آیا ہوں۔ کاروانِ آزادی کے لئے آج کا دن مبارک ہے کہ پون صدی کی مساعی نتیجہ خیز ہونے کی کرن سرحد کے غیور پٹھانوں سے ہوئی ہے۔ اینٹی برٹش تحریک بظاہر ۱۹۴۷ء میں فرنگی کا بستر بوریا لپیٹ دیا تھا۔ لیکن پاکستان کو مرکزی یا صوبائی سطح پر کوئی قیادت نصیب نہ ہوئی۔ جو ملی اور قومی انداز فکر کی رہنمائی کرتی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سرحد کے لوگوں میں سید احمدؒ بریلوی اور سید اسمٰعیل شہیدؒ کا روحانی فیض اب بھی رواں دواں ہے جس کی وجہ سے انہوں نے مفتی صاحب کو کامیاب بنا کر دینی غیرت، قومی حمیت اور اسلام دوستی کا ثبوت فراہم کیا۔ آج پنجاب کے مختلف مقامات سے ہزارہا لوگ ہدیۂ تبریک پیش کرنے پشاور پہنچے ہیں۔ یقیناً مبارکباد کے مستحق اہل سرحد کے یہ عوام ہیں، جنہوں نے انتخاب میں دینی شعور اور بیداری کا اظہار کر کے نظریہ پاکستان کا عملاً تحفظ کیا ہے۔ امید ہے کہ سرحد میں نظام اسلامی کو بالادستی حاصل ہوگی۔ جس کا آغاز وزیر اعلیٰ نے شراب پر پابندی لگا کر کر دیا ہے۔ اور یہ دیگر صوبوں کے لئے باعث تقلید ہوگا۔ ملک کی سالمیت و استحکام کا واحد حل شعائر اسلامی کا عملاً نفاذ ہے۔

میں صوبہ سرحد اور بلوچستان میں جمعیۃ علماء اسلام اور نیپ کے اتحاد کو نیک فال قرار دیتا ہوں۔ لہٰذا مجلس عمل اہلحدیث پاکستان کی طرف سے دستوری بورڈ کے دیگر ارکان کو عموماً اور مفتی صاحب وزیر اعلیٰ سرحد کو اور مولانا فورانی صاحب و دیگر علماء کرام (جو بورڈ کے ممبر ہیں) کو خصوصاً اپیل کرتا ہوں کہ (۱) ملکی دستور کتاب سنت کی روشنی میں بنایا جائے جو علماء کے بائیس نکات کی روشنی میں ہو۔

(۲) مسلمان کی تشریح ہر مکتب فکر کے علماء کرام نے متفقہ کر دی ہے۔ لہٰذا اس متفقہ تشریح کے مطابق آئین میں تعریف درج کی جائے۔

(۳) اس تشریح کے مطابق صدر مملکت کا مسلمان ہونا ضروری قرار دیا جائے۔

(۴) آنحضرتؐ پر ظلی، بروزی، تشریعی و غیر تشریعی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ لہٰذا آپ کے بعد مدعی نبوت کو خارج از اسلام قرار دیا جائے۔

(مولانا) حکیم عبدالرحمٰن آزاد صدر مجلس عمل اہلحدیث پاکستان آزاد دفتر خانہ چاہ شاہاں گوجرانوالہ

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کی اضلاعی، شہری اور ماتحت شاخوں کیلئے ایک ضروری اعلان

(۱) جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے ماتحت تمام اضلاع کی جمعیتیں اپنے عہدہ داروں، ارکانِ شوریٰ کے ناموں کی فہرست معہ پتوں کے فوری طور پر میرے پاس روانہ کریں۔

(۲) تمام اضلاع اپنی تمام ماتحت شہری اور ابتدائی جمعیتوں کی تفصیل، ان کے عہدے داروں اور اراکین شوریٰ کے ناموں مع مکمل پتوں کے میرے پاس روانہ کریں۔

(۳) صوبہ سندھ جمعیۃ کی شہری شاخیں اپنے عہدیداران اور اراکین شوریٰ کے ناموں معہ مکمل پتوں کے روانہ کریں۔

(۴) صوبہ سندھ جمعیۃ کی تمام ابتدائی شاخیں، تحصیلوں (تعلقوں) کی شاخیں اپنے عہدیداروں اور اراکین شوریٰ کے نام مع مکمل پتوں کے فوری طور پر میرے پاس روانہ کریں۔

مندرجہ بالا معلومات اس اعلان کی اشاعت کے پندرہ روز کے اندر میرے پاس ذیل کے پتہ پر پہنچ جانی چاہئیں تاکہ رابطہ میں سہولت ہو اور تنظیمی ہدایات فوراً روانہ کی جائیں۔

جس ضلع یا شہری جمعیۃ کی طرف سے معلومات پندرہ روز کے اندر نہ پہنچیں گی۔ اس ضلعی جمعیۃ یا شہری جمعیۃ کو توڑ کر نئی تشکیل کی جائے گی۔ تمام معلومات مندرجہ ذیل پتے پر فوراً روانہ کی جائیں۔

(مولانا) حافظ محمد اسماعیل ناظم عمومی
جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ
معرفت
مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی ۲

مدرسہ قاسمیہ رحمٰن پورہ لاہور کا سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۶، ۱۷ر جون بروز جمعہ، ہفتہ منعقد ہوگا

جسمیں

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام۔ مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام، حضرت مولانا محمد اجمل صاحب، حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی شرکت فرمائینگے

(مولانا حافظ) شاہ محمد مہتمم مدرسہ قاسمیہ رحمٰن پورہ لاہور

اخبار الجمعیۃ

بیانات ◐ انتخابات ◐ قراردادیں

جمعیۃ علماء اسلام لاہور کی شاخیں متوجہ ہوں

حسب ارشاد حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم عمومی کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے جو حضرات اور شاخیں فارم رکنیت کی کاپیاں لے کر گئے ہیں، وہ جلد از جلد ممبر سازی کی رپورٹ دفتر کو پیش کریں۔ اور ۳۰ رجون سے قبل تمام شاخوں کے انتخابات بھی مکمل کرلیں۔

(ناظم دفتر جمعیۃ علماء اسلام چوک رنگ محل لاہور)

مولانا مفتی محمود صاحب کو مبارکباد

جمعیۃ علماء اسلام فقیر والی کے اجلاس میں مفتی محمود صاحب کو سرحد کے وزیر اعلیٰ منتخب ہونے اور شراب پر پابندی لگانے پر مبارکباد پیش کی گئی۔

آزاد کشمیر کے عوام فاقے کی زد میں

——— مولانا امیر الزمان

جمعیۃ علماء اسلام آزاد کشمیر کے ناظم اعلیٰ مولانا امیر الزمان صاحب نے ان خبروں پر تشویش کا اظہار کیا ہے کہ آزاد کشمیر کے لئے مخصوص گندم کے کوٹہ کی بڑی مقدار ٹھیکیداروں نے راولپنڈی میں ہی فروخت کر دی، جس کے نتیجہ میں اس وقت پورے آزاد کشمیر میں عوام فاقہ کشی کی زد میں ہیں۔ مولانا امیر الزمان صاحب نے آج یہاں ایک اخباری بیان میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس معاملہ کی تحقیقات کرائے۔ اور اس دوران آزاد کشمیر کے لئے مزید گندم کا کوٹہ دے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ اگر راولپنڈی میں گندم کی فروخت کی خبریں صحیح ہیں تو حکومت آزاد کشمیر اس سکینڈل میں برابر کی شریک ہے۔ انہوں نے کہا کہ آزاد کشمیر کی انتظامیہ کی لاپرواہی کی وجہ سے عوام گندم کے دانہ دانہ کو ترس رہے ہیں اگر گندم کی سپلائی کے انتظامات نہ کئے گئے تو خدشہ ہے کہ حالات کسی طوفان کے پیش خیمہ ثابت ہوں گے۔ مولانا نے اس خدشہ کا اظہار کیا ہے۔ جو گندم ۱۷ روپے فی من فروخت ہوئی ہے۔ کئی گنا زیادہ اسے پچیس روپے فی من کے حساب سے فروخت کرنا شروع کر دیں۔ اگر ایسا کیا گیا تو عوام پر ناقابل تلافی بوجھ ہوگا۔ نیز حکومت آزاد کشمیر سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اولین فرصت میں غلہ کی ترسیل کا بندوبست کیا جائے۔

اجلاس جمعیۃ علماء اسلام ضلع ساہیوال

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ساہیوال کی ضلعی میٹنگ زیر صدارت حضرت مولانا الحاج حبیب اللہ صاحب رشیدی ناظم جامعہ رشیدیہ میں منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک قاری محمد حسین صاحب نائب امیر جمعیۃ علماء اسلام عارف والا نے فرمائی اس کے بعد مولانا امیر حسین گیلانی ناظم جمعیۃ ضلع ساہیوال نے جمعیۃ کی قربانیاں اور محنت کارکردگی پر تفصیل سے گفتگو کی۔ اس کے بعد ضلعی دورے کا پروگرام بنایا گیا۔ ایک کمیٹی بنائی گئی۔ جو حضرت مولانا حبیب اللہ کی قیادت میں جلسوں سے خطاب کرے گی۔ کمیٹی حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب، مولانا امیر حسین صاحب، مولانا محمد حسین، مولانا فاروق احمد، سید مقبول حسین ایڈووکیٹ، مولانا محمد اسمٰعیل ذبیح پر مشتمل ہے۔

۶ رجون رینالہ خورد، ۷ رجون جھرہ، ۱۰ رجون بڑز ہفتہ بصیر پور۔ ۱۶ رجون بروز جمعہ عارف والا۔

۱۶ رجون کو عارف والا میں ضلعی میٹنگ ہوگی، اور رات کو بعد نماز عشاء جلسہ عام ہوگا۔

اظہار تعزیت

سکھر۔ میاں عبدالقیوم صاحب مرحوم کے انتقال کی خبر سن کر دلی رنج محسوس کیا گیا۔ سکھر کی پوری جماعت نے شدت سے اس غم کو محسوس کیا ہے۔ جناب محمد عمر صاحب ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام شہر سکھر نے اس موقعہ پر ایک تعزیتی بیان میں میاں صاحب کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عنایت کریں۔ نیز انہوں نے کہا کہ حضرت مولانا غلام غوث صاحب دامت برکاتہم و دیگر پسماندگان کے غم میں سکھر کی جمعیۃ کا ہر فرد شریک ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

——— لکی مروت۔ مولانا حمید اللہ جان نیازی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع بنوں نے مولانا عبدالحکیم مرحوم حلقہ سرائے نورنگ کے والد ماجد کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ ضلع بھر کے جماعتی احباب مولانا عبدالحکیم کے ساتھ اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز ناظم ضلع نے جماعتی احباب کی طرف سے مولانا حکیم خان محمد امیر جمعیۃ حلقہ تترخیل کے دس سالہ فرزند کی اچانک موت پر تعزیت کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متوفی کے والدین و دیگر اقارب کو دلی اطمینان اور سکون دے کر صبر جمیل عطا فرمائے۔

ضلعی اجلاس جمعیۃ علماء اسلام مظفر گڑھ

لیہ۔ مورخہ ۱۴ جمعیۃ علماء اسلام کا ضلعی اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا احمد یار صاحب نائب امیر تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا۔ سب سے پہلے اجلاس سے مولانا عبدالجلیل صاحب کوٹ ادو نے خطاب کیا آپ نے جماعت کی پالیسی پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مولانا محمد احمد صاحب شعبہ نشر و اشاعت کے ضلعی ناظم نے جماعت کی رفتار کو تیز کرنے پر زور دیا۔ اجلاس میں ایک قرارداد بھی منظور کی گئی۔

جمعیۃ علماء اسلام کا یہ ضلعی اجلاس حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے کہ انہوں نے سرحد میں شراب جیسی ام الخبائث پر پابندی لگا کر مسلمانان سرحد کا خصوصاً اور مسلمانان پاکستان کا عموماً دل ٹھنڈا کیا ہے۔ نیز یہ اجلاس حکومت پنجاب سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بھی صوبہ سرحد کی اقتداء کرتے ہوئے صوبہ پنجاب میں بھی شراب پر مکمل پابندی لگائیں۔

جمعیۃ طلباء اسلام میاں چنوں کا اجلاس

زیر صدارت مولانا محمد یوسف رحمانی خطیب جامعہ مکیہ منعقد ہوا، مندرجہ ذیل انتخاب ہوا۔

صدر عبدالمجید صاحب۔ سیکرٹری محمد اختر صاحب خازن حافظ محمد اسلم صاحب۔ پروپیگنڈا سیکرٹری ثناء اللہ صاحب۔

قصور میں مولانا محمد اجمل خاں خطاب کرینگے

مولانا محمد اجمل خاں ناظم جمعیۃ صوبہ پنجاب ۱۱ رجون بعد نماز عشاء بمقام نظام پورہ روڈ نزد پرانی چونگی محلہ معنت پورہ کوٹ مراد خان قصور میں جلسۂ عام سے خطاب کرینگے (قاری محمد شریف قصوری)

ضروری اعلان

۱۱ رجون بروز اتوار صبح ۹ بجے بمقام صدر دفتر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان واقع ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور (بالمقابل باغیچی قلعہ گوجر سنگھ) میں حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب ایم این اے سیکرٹری اطلاعات جمعیۃ علماء اسلام پاکستان طلباء سے خطاب فرمائیں گے۔ تمام حضرات خصوصاً طلباء سے شرکت کی درخواست ہے۔

تنظیمی دورہ

کندہ کوٹ، جمعیۃ طلباء اسلام کندہ کوٹ کے اراکین نے گورنمنٹ ہائی سکول تنگوانی میں جمعیۃ طلباء اسلام کا تنظیمی دورہ کیا۔ اجلاس میں ۲۰ طلباء نے شرکت کی۔

ضلع سکھر کی جنرل کونسل کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ضلع سکھر کی جنرل کونسل کا اجلاس دفتر جمعیۃ علماء اسلام میں مولانا مظہر الدین انڈھڑ کی زیر صدارت دفتر جمعیۃ علماء اسلام میں منعقد ہوا۔ افتتاحی تقریر حضرت مولانا سید محمد شاہ امروٹی نے کی۔

مولانا امروٹی کے بعد شیخ محمد ادریس نے دور حاضرہ پر اور جناب حاجی وال ڈنو نے جماعتی مقاصد پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل انتخاب متفقہ طور پر انجام پایا۔

امیر مولانا مظہر الدین صاحب۔ نائب امیر مولانا محمد ابراہیم پانی پتی شکارپور۔ نائب امیر دوم مولانا محمد یعقوب سرحدی ناظم اعلیٰ حاجی وانی ڈنو کنڈو واہن۔ ناظم اول مولانا محمد سلیم صاحب جالندھری۔ ناظم دوم شیخ محمد ادریس سکھری خازن حاجی عبدالرشید پانی پتی۔ سالار مولانا عبیداللہ اباڑو۔

مندرجہ ذیل تجاویز کام کی تقسیم کے سلسلے میں عمل میں آئیں:

امیر ضلع گھوٹکی پنوں عاقل حلقوں کی۔ نائب امیر اول گڑھی یاسین اور شکارپور تحصیل کے حلقوں کی۔ نائب امیر دوم سکھر شہر اور سکھر تحصیل کے حلقوں کی نگرانی کرینگے ناظم اعلیٰ پورے ضلع کا آٹھ روزہ دورہ کرینگے۔ ہر ماہ اور ان کے ساتھ تحصیلوں کے امراء شامل ہوں گے۔ اس دورہ میں وہ تنظیمی امور اور فنڈ مضبوط کرینگے۔ ناظم اول ضلعی فنڈ کی مضبوطی اور نشر و اشاعت کے کام کو سنبھالیں گے ناظم دوم دفتری امور کے ذمہ دار ہوں گے۔

خازن، ضلعی ناظم اعلیٰ کے ساتھ دورے میں شامل رہیں گے۔ سالار ضلع جمعیۃ گارڈز کی بھرتی کے لئے ایک الگ دورہ کرینگے۔

مندرجہ ذیل قرار دادیں پاس ہوئیں:

(۱) جمعیۃ علماء اسلام ضلع سکھر کا یہ اجلاس جمعیۃ علماء اسلام کے قائد مولانا مفتی محمود صاحب کو وزیر اعلیٰ سرحد ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

(۲) یہ اجلاس سکھر تعلقہ میں بڑھتی ہوئی غنڈہ گردی پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ غنڈہ عناصر کی فوراً سرکوبی کی جائے۔ نیز یہ اجلاس توتیہ قوم کے افراد پر زیادتی کی بھی سخت مذمت کرتا ہے۔

(۳) یہ اجلاس بڑھتی ہوئی مہنگائی پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتا ہے اور گورنمنٹ سندھ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے منشور کے مطابق ہر شخص کو روٹی کپڑا، مکان کی سہولت دے۔

(۴) یہ اجلاس مولانا محمد ابراہیم لغاری میرپور ماتھیلو اور مولانا مظہر الدین صاحب کے برادر کی وفات پر اپنے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔

مندرجہ ذیل ارکان کو ضلعی مجلس شوریٰ کے لئے نامزد کیا گیا۔

سکھر شہر:۔ مولانا حافظ عبدالمجید صاحب۔ سید محسن شاہ صاحب آڑھتی۔ مولانا منظور احمد صاحب

سکھر تعلقہ:۔ مولانا حافظ عبدالمجید صاحب رستم مولانا عبدالواحد صاحب محبوب گوٹھ، مولانا عبدالحق رستم مولانا عبدالقادر نکھی۔

شکارپور تعلقہ:۔ مولانا محمد عالم صاحب جرار پہوڑ، مولانا غلام حسین صاحب شکارپور، مولانا عبدالعزیز صاحب گڑھی یاسین تعلقہ:۔ مولانا عبدالرزاق صاحب۔ مولانا سید محمد شاہ امروٹی۔ مولانا دوست محمد صاحب۔ مولانا محمد یوسف صاحب۔

روہڑی تعلقہ:۔ مولانا جان محمد کندھرا۔ مولانا جان محمد صاحب۔ مولانا محمد ہاشم، محمد رمضان میمن۔

پنو عاقل:۔ مولانا فیض محمد صاحب، مولانا رحیم بخش صاحب، حافظ محمد صاحب، مولانا عبدالکریم صاحب،

گھوٹکی:۔ حافظ بشیر احمد، مولانا عبدالمجید جعفہ۔ حاجی خان محمد کولاچی۔ مولوی عبدالوہاب۔

میرپور ماتھیلو تعلقہ:۔ مولانا سلطان صاحب لغاری مولانا عبدالمدآزاد بھٹو۔ مولانا عبدالقادر چاچڑ۔ مولانا عبدالقادر لغاری۔

ڈیرکی شہر:۔ مولوی محمد لغاری۔ مولانا عبدالحلیم صاحب ابن مولانا عبدالحکیم خلیفہ حضرت مفتی شفیع صاحب۔

اباڑو:۔ مولوی عبدالقدوس۔ مولوی الدینو بھیو مولانا محمد موسیٰ رانوی۔

مندرجہ ذیل ایک قانونی مشوروں کے لئے کمیٹی بنائی گئی

(۱) احسان اللہ شیخ وکیل شکارپور، محمد عمر سیٹھو ایڈووکیٹ سکھر۔ عبدالرحمن شیخ وکیل سکھر۔ احسان اللہ وکیل ایک تین رکنی کمیٹی کے چیئرمین ہوں گے۔ اگر وہ چاہیں تو جماعتی نظریے کے دیگر وکیلوں کو جماعت میں شامل کر کے اس کمیٹی میں وسعت دے سکتے ہیں۔ یہ کمیٹی اپنا ہر اہ ہیں ایک مرتبہ اجلاس منعقد کرے گی۔

ڈسکہ میں جلسۂ عام

ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام دارالعلوم مدنیہ کی گراؤنڈ میں ۱۸ جون بعد نماز عشاء ایک جلسہ عام منعقد ہو رہا ہے جس میں بابائے قوم مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام کل پاکستان قوم سے خطاب فرمائیں گے۔

ضروری اعلان

مولانا سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے نام جماعتی خط و کتابت صرف دفتر جمعیۃ علماء اسلام سکھر کے پتہ پر کی جائے۔ چونکہ مولانا اکثر دورے پر رہتے ہیں۔ اس لئے جواب میں دیری ہوتی ہے اس لئے تمام جماعتی احباب نوٹ کرلیں۔

—— مولانا سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ ۱۰ جون کو بلوچستان کے دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں تمام احباب بلوچستان مولانا کا پروگرام ۱۰ جون تا ۱۵ جون کوئٹہ جمعیۃ کے پتہ پر معلوم کریں۔

انتخاب جمعیۃ منچن آباد

گزشتہ دنوں مولانا محمد یوسف صاحب ناظم ضلع بہاولنگر کی صدارت میں مندرجہ ذیل انتخاب ہوا۔

امیر حضرت مولانا محمد رفیق صاحب ناظم مدرسہ صادقیہ منچن آباد۔ نائب امیر ۱ مولانا عبدالمجید ایکس بی ڈی ممبر ۲ صوفی جہانگیر الدین صاحب تاجر، ناظم عمومی صوفی محمد حسین صاحب۔ ناظم شیخ محمد اسلم پراچہ، خازن مولانا محمد شفیع، ناظم نشر و اشاعت مولوی محمد رفیق کلاتھ مرچنٹ۔ سالار محمد امین صاحب ڈرگر۔ ۲۱ ارکان پر مشتمل مجلس شوریٰ بنائی گئی۔ مندرجہ ذیل پروگرام طے کیا گیا۔

بلدیاتی اداروں کے انتخابات میں صحیح ووٹ کے استعمال کی ترغیب دینے کے لئے محلہ وار کمیٹیوں اور محلہ وار جمعیۃ گارڈز کے قیام کا پروگرام طے کیا گیا۔ عوام کی دفتری دشواریوں میں امداد کرنے کے لئے چار حضرات پر مشتمل کمیٹی بنائی گئی۔ مولوی عبدالمجید مولوی محمد رفیق کپڑے والے، شیخ نذیر احمد اور مولانا قاری محمد رفیق رکن مقرر ہوئے۔ مولانا مفتی محمود وزیر اعلیٰ سرحد کی طرف سے شراب پر پابندی کا خیر مقدم کیا اور پورے ملک میں شراب پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا گیا۔

تحصیل مری کا انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل مری کے کارکنوں کا اجلاس مولانا غلام محمد صاحب کی صدارت میں ہوا۔ جس میں تحصیل مری کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

امیر مولانا حافظ ابو طیب غلام محمد صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن لنگر کسی۔ نائب امیر ۱ مولانا محمد عبداللہ صاحب ہزاروی خطیب مسجد شرقیہ مری ۲ سردار محمد انور خان رند ات۔ ناظم عمومی قاری محمد ایوب (ایوب بک ڈپو مری) ناظم ۱ حافظ عبدالرشید مدرس مدرسہ تجوید القرآن علیوٹ ۲ صوفی لعل خان دھارجاوہ۔ ناظم نشر و اشاعت مولانا عبدالحی صاحب دیول ۲ صوفی محمد گلزار خان صاحب اوڑہ۔ پروپیگنڈا ناظم ماسٹر سلطان اکبر صاحب کمال آباد، خازن عبدالاحد صاحب مری شہر۔ سالار صوفی عبدالشکور سہر ہوٹ نائب فیاض احمد تمبا کو مرچنٹ مری

انتخاب جمعیۃ چک نمبر ۳۶ تحصیل بھکر

امیر حاجی محمد عبداللہ صاحب نمبردار۔ نائب امیر حاجی عبدالکریم صاحب۔ ناظم اعلیٰ حافظ نور احمد۔ ناظم چوہدری عبدالحمید، سالار چوہدری شیر محمد، خازن حاجی محمد دین

جمعیۃ کے رہنما پر قاتلانہ حملہ کی مذمت

خان پور۔ جمعیۃ طلباء اسلام خان پور کے جنرل سیکرٹری محمد عبدالماجد آزاد نے ایک بیان میں کہا ہے کہ جمعیۃ طلباء سرحد کے رہنما قبلہ ایاز صاحب پر قاتلانہ حملہ افسوسناک ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ غنڈہ گردی کو سختی سے کچل دے اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔

بقیہ ـــــ صراحات

صدر مملکت مسلمان ملکوں کے دورہ پر

صدر بھٹو عرب اور افریقہ کے ۴ مسلمان ملکوں کے طوفانی دورہ پر روانہ ہو گئے ہیں۔ جن میں ایک غیر مسلم ملک حبشہ بھی شامل ہے۔

صدر نے اپنے اس دورہ کے بارے میں یہ کہا ہے کہ وہ ان برادر ملکوں کا اس بات پر شکریہ ادا کرنے جا رہے ہیں کہ انہوں نے پاک بھارت جنگ اور بنگلہ دیش کے معاملات پر پاکستان کا نہایت ثابت قدمی سے ساتھ دیا ہے

اس سے پہلے اقتدار سنبھالنے کے فوراً بعد بھی صدر نے ایران، شام، مصر، لیبیا وغیرہ مسلم ملکوں کا دورہ کیا تھا اور اس کی غرض و غایت بھی یہ ہی بتائی گئی تھی کہ پاک بھارت جنگ کے موقعہ پر ان ملکوں کی بے غرضانہ حمایت کا شکریہ ادا کریں۔

صدر نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کا یہ دورہ آئندہ دہلی میں ہونے والے ان کے مذاکرات کے سلسلے کی ہی ایک کڑی ہے

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صدر کی طرف سے مشرق وسطیٰ اور افریقہ کے مسلمان ملکوں کا یہ دورہ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں ایک اچھی تبدیلی کی نشاندہی کر رہا ہے۔

لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ صدر کے ان دوروں کا صرف اتنا ہی مقصد نہیں ہے کہ وہ ان ممالک کی طرف سے پاکستان کی حمایت کا شکریہ ذاتی طور پر ادا کرنے گئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس خطہ میں جو نئی سیاسی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اور طاقت کا توازن بدل رہا ہے۔ صدر کے یہ دورے اس سے غیر متعلق نہیں کہے جا سکتے۔

جون ۱۹۶۷ء کی اسرائیل عرب جنگ کے بعد عرب ملکوں کی سیاسی صورت حال بدلنا شروع ہو گئی تھی، تاہم صدر ناصر کی زندگی تک عرب ملکوں میں سیاسی خلا نمودار نہیں ہوا تھا، اب صدر ناصر کی وفات کے بعد عرب ممالک ایک زبردست سیاسی خلا سے گذر رہے ہیں۔

عرب وحدت کی امیدیں تقریباً ختم ہو چکی ہیں اور عرب اتحاد کا ایک ڈھیلا ڈھالا غیر مؤثر منصوبہ ہی عرب ملکوں کی میز پر باقی رہ گیا ہے۔

اپنے رجحانات اور مقاصد کے اعتبار سے بھی عرب ملکوں کے ۴، ۵ گروپ سے بنے ہوئے ہیں اور سب کے مسائل ایک دوسرے سے مختلف اور جداگانہ ہیں۔

خلیج فارس کی عرب ریاستیں نہ تو ایران کی حلقہ بگوش بن کر رہنا چاہتی ہیں نہ عراق یا مصر کے زیر اثر زندگی بسر کرنے پر تیار ہیں۔ ان کا حالیہ قائم ہونے والا وفاق ان کی اس خواہش کا آئینہ دار ہے۔

بحرین آج کل خلیج فارس میں امریکہ کی بحری منصوبہ بندی کا نقطہ بن رہا ہے۔ ایران کی بھی خواہش ہے کہ خلیج فارس کی ریاستیں اگر اس کے زیر اثر نہیں آتیں تو عراق و مصر جیسے بڑے عرب ملکوں کے زیر اثر بھی نہ جائیں۔

ادھر جمہوریہ یمن میں انقلابی قوتیں زور پکڑ رہی ہیں روس و چین کے ساتھ ان کی وابستگی بڑھ رہی ہے۔ خلیج فارس کی عرب ریاستوں کے دولت مند شیوخ کے لئے یہ بھی مستقبل کا ایک بڑا خطرہ ہے۔ عمان و مسقط میں انقلابی اثرات پھیلتے جا رہے ہیں، اور تصادم شروع ہو چکا ہے خلیج فارس کی یہ ریاستیں باوجود اپنی زبردست دولت مندی کے اس قابل ہرگز نہیں ہیں کہ اپنا مکمل تحفظ کر سکیں، اس خطہ کی یہ کمزوری آئندہ روسی اثرات کا نشانہ بن سکتی ہے اسے نہ امریکہ پسند کرے گا، نہ چین، نہ برطانیہ نہ ایران نہ سعودی عرب و اردن وغیرہ۔

اس لئے عین ممکن ہے کہ ان تمام خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے خلیج فارس کی ریاستیں کسی معاہدہ کے تحت پاکستان کے زیادہ قریب ہو جائیں۔ اور ساحل کراچی سے ایک طرف بحر سویز تک دوسری طرف ساحل شط العرب تک ایک مشترکہ دفاعی لائن بنا دی جائے۔ جس پر ایران بھی راضی ہو سکتا ہے، امریکہ بھی اور سعودی عرب و اردن بھی، اور شاید اس کے بارے میں عراق، شام، مصر کو بھی کچھ زیادہ شکایت نہ ہو۔

کئی سال بعد پاکستان کا سینٹو میں غیر معمولی دلچسپی کا اظہار اور لندن میں ہونے والے اس کے اجلاس میں وزارتی سطح پر پاکستان کی شمولیت غالباً اسی قسم کے مضمرات اپنے اندر رکھتی ہے۔

مشرق وسطیٰ کے مسلمان ملکوں میں اس وقت سیاسی قیادت کا بہت بڑا خلا موجود ہے۔ خلیج فارس کی ریاستیں ہوں یمن کی ہر دو حکومتیں ہوں۔ عراق سے شام و مصر تک کے عرب ممالک ہوں اور سوڈان سے الجزائر تک کے افریقی مسلمان ملک ہوں۔ ان کے پاس اس وقت کوئی مشترکہ قیادت نہیں ہے۔

صدر ناصر اس پورے اسلامی خطہ کے عوامی قائد تھے۔ اور ان کی یہ حیثیت ان کے مخالفوں کو بھی تسلیم تھی۔ لیکن ان کے بعد اب کوئی واحد شخص بین الاقوامی سطح پر ان کی نمائندگی و ترجمانی کرنے والا نہیں رہا ہے۔

صدر بھٹو اپنی بین الاقوامی حیثیت میں بحیثیت پاکستان کے سربراہ اور عرب و افریقہ کے مسلمان ملکوں کے دوست ..... کے اس ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں۔

ان کے حالیہ دوروں کا یہ دور رس پہلو نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے۔

پاکستان کی طرح عرب ملکوں میں بھی ایک بے یقینی کی سی کیفیت طاری ہے۔ اور یہی شئے کہ احساس ممکن ہے کہ پاکستان اور عرب و افریقہ کے مسلمان ملکوں کے درمیان ایک نئے اور گہرے ربط کا سبب بن جائے۔

بھٹو صاحب کے یہ دورے شاید اسی ربط کی تلاش و جستجو کے لئے ہوں۔ یقیناً افغانستان، ایران، ترکی اور ملائشیا و انڈونیشیا جیسے مسلمان ملکوں میں زبان کا وہ مشترکہ احساس نہیں ہے۔ جو اس وقت پاکستان اور عرب و افریقہ کے مسلمان ملکوں کے درمیان پایا جاتا ہے۔

(یکم جون ۱۹۷۲ء)

امریکی اور روسی سربراہوں کی ملاقات کے مضمرات

امریکی صدر مسٹر نکسن روس کا دورہ اور ماسکو مذاکرات ختم کر کے ایک دن اور ایک رات کے قیام کے لئے ایران آئے اور ایران سے پولینڈ کے دارالحکومت وارسا ..... ہوتے ہوئے امریکہ واپس پہنچ گئے۔

ماسکو میں امریکی سربراہ اور روسی رہنماؤں کے درمیان ایک ہفتہ تک مذاکرات ہوئے۔ ان مذاکرات میں پہلے سے مقرر کردہ فضائی تحقیقات اور تخفیف اسلحہ سے متعلق امور پر بعض سمجھوتے ہوئے اور ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا

یہ بات تو بہرحال قابل یقین نہیں ہو سکتی کہ ان امور کے سوا، اور کوئی معاملہ ان سربراہوں کے درمیان زیر بحث نہیں آیا ہوگا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جن فنی امور پر مذاکرات اور سمجھوتے کا اعلان کیا گیا ہے۔ وہ محض نمائشی تھے اور ان پر سربراہوں کی ملاقات اور امریکی صدر کے ماسکو کے سفر و قیام کے بغیر بھی سمجھوتہ ہو سکتا تھا۔

یقیناً دوران گفتگو میں یورپ، ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے متنازعہ امور زیر بحث آئے ہوں گے۔ اور ان میں سے بعض کے بارے میں کچھ باتیں اور کچھ لائنیں خفیہ طور پر طے بھی ہو گئی ہوں گی۔

برلن کے تنازعہ اور یورپ کی سلامتی کے مسئلہ کے بارے میں طے شدہ بات کی کچھ نہ کچھ سن گن ظاہر ہو گئی ہے۔

البتہ ایشیا کے دو اہم معاملات، اسرائیل عرب تنازعہ اور ویت نام کی کشمکش کے بارے میں ان دو بڑوں نے کیا طے کیا اور پاک بھارت و خلیج فارس کے مسائل پر انہوں نے کیا کیا زاویے بنائے۔ ابھی تک اس کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکا ہے۔

امریکی صدر کا ایک دن اور رات کے لئے ایران آنا بھی خالی از علت نہیں ہو سکتا۔

یقیناً شاہ ایران کے ساتھ اس علاقہ کے بارے میں گفتگو ہوئی ہوگی۔ اور خلیج فارس کی عرب ریاستوں، عراق کے ساتھ ایران کا نزاع، ایران میں واقع بلوچ علاقہ اور پاکستان میں واقع بلوچ علاقہ کی آئندہ سیاسی صورت حال کے امکانات پر ضرور تبادلہ خیال ہوا ہوگا۔ گذشتہ پاک بھارت جنگ کے بعد اس علاقہ کا کیا سیاسی نقشہ بننا چاہیئے۔ اس پر ایران نے بھی اور امریکہ نے بھی اپنے اپنے نقطہ نگاہ کے مطابق اپنی اپنی رائے پیش کی ہوگی۔

یہ تمام معاملات ایسے ہیں۔ جن سے پاکستان بھی

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ماسکو مذاکرات اور طہران مذاکرات دور رس اثرات اور نتائج کے حامل ثابت ہوں گے، اور ہمارے وطن کے کارفرماؤں کو آج سے ہی ان پر کڑی نظر رکھنے کا سامان کرنا چاہیئے۔

ہوسکتا ہے کہ امریکہ اور روس نے اپنے اپنے حلقہ ہائے اثر اور دائرہ عمل کا تعین کر لیا ہو۔ ایران نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے آسانیاں مانگی ہوں اور کل ایسی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں، جو ہمارے لئے ایک نیا چیلنج لے کر آئیں اس لئے پاکستان کے ذمہ دار حضرات کے لئے اس بات میں حقائق معلوم کرنا اور اپنے قومی و ملی مفاد کے لئے پیش بندیاں کرنا نہایت ضروری ہو جاتا ہے۔

(۲ر جون ۱۹۷۲ء)

لائلپور کے ضمنی انتخاب کا نتیجہ

لائلپور کے ضمنی انتخاب میں حکمران پارٹی کامیاب ہوگئی ہے۔ انتخاب کا یہ نتیجہ توقع کے خلاف نہیں تھا۔ اور جب اس انتخاب کو جیتنے کے لئے کئی مرکزی اور صوبائی وزراء وہاں تشریف لے گئے تو حکمران پارٹی کی جیت کے امکانات میں اضافہ قدرتی بات تھی۔

اس کے ساتھ ہی حکمران پارٹی کی طرف سے جب بار بار یہ کہا گیا کہ اس انتخاب کے نتائج کا اثر آئندہ ہونے والی نئی دہلی کی پاک بھارت بات چیت پر بھی پڑے گا، اور صدر صاحب کی حیثیت متاثر ہوگی۔ تو لائلپور کے ووٹروں کے لئے اس کے سوا کیا چارہ کار رہ گیا تھا کہ وہ بھاری تعداد میں حکمران پارٹی کے امیدوار کو ووٹ دیں۔ اور کل نئی دہلی کی بات چیت کے غلط نتائج کی ذمہ داری ان پر عائد نہ ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ لائلپور کے ووٹروں کے دل تو یقیناً حزب اختلاف کے امیدواروں کے ساتھ تھے لیکن آئندہ ہونے والے بھٹو اندرا مذاکرات کے سلسلہ میں جب بھٹو صاحب کی پوزیشن پر اثر پڑنے اور ان مذاکرات کے کامیاب و ناکامیاب ہونے کی بات لائل پور کے انتخاب کے نتائج سے حکمران پارٹی کے ذمہ دار زعماء نے وابستہ کر دی تو ہم سمجھتے ہیں کہ لائلپور کے ووٹروں نے حکمران پارٹی کے امیدوار کو کامیاب کرا کر اب ایک بڑا چیلنج حکمران جماعت کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اب حکمران پارٹی دہلی مذاکرات کے سلسلے میں کسی کمزور پوزیشن کے اظہار کی مجاز نہیں ہوگی۔

اگرچہ حکمران پارٹی کا یہ موقف سراسر غلط اور محض انتخابی حربہ تھا۔ اس لئے کہ کسی ایک یا چند ضمنی انتخابات کے نتائج کا بین الاقوامی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ تاہم لائلپور کے ووٹروں نے اس نارواں اپیل کو بھی نظر انداز نہیں کیا — لیکن سوال یہ ہے کہ کیا انتخابات میں حکمران گروہ کی طرف سے اس قسم کی اپیلیں ملک میں جمہوریت اور عوامی اعتماد کی بحالی میں کارگر ثابت ہو سکتی ہیں۔ اور کیا اس طرح کی اپیلوں سے خود حکمران پارٹی نے بالواسطہ یہ اعتراف نہیں کر لیا ہے کہ محض پارٹی منشور پر اب اس کی پوزیشن عوام میں مستحکم نہیں رہی ہے؟

(۲ر جون ۱۹۷۲ء)

چینی سفیر ربوہ میں
اور روسی سفارتخانہ کا فرسٹ سیکرٹری
مودودی جماعت کے مرکز میں

۲۶ر مئی ۱۹۷۲ء کے "المنبر" لائلپور کی اطلاع ہے کہ حال ہی میں چین کا سفیر ربوہ آیا اور وہاں ایک دن اور ایک رات بسر کی اور مختلف اداروں کا معائنہ کیا۔

مودودی جماعت کے آرگن ہفت روزہ "ایشیا" لاہور کے ۴ر جون ۱۹۷۲ء کے شمارہ کی اطلاع ہے کہ روسی سفارت خانہ کا فرسٹ سیکرٹری جماعت کے دفتر میں بطور خاص مودودی صاحب سے ملنے کے لئے آیا اور مودودی صاحب کے ساتھ چالیس منٹ تک گفتگو میں مصروف رہا۔ ان دونوں واقعات کا باہم کیا ربط ہے یہ عقدہ دانایان سیاست ہی کھول سکتے ہیں۔

لیکن پاکستان میں غالباً مودودی جماعت وہ واحد جماعت ہے، جس کے مرکزی دفتر میں اشتراکی روس کے سفارت خانہ کا ایک افسر اعلیٰ مودودی صاحب سے آن کر دوستانہ ماحول میں گفتگو کرتا ہے اور محض فون پر اطلاع دے کر پہنچ جاتا ہے۔

ربوہ میں اشتراکی چین کے سفیر کا ایک دن اور ایک رات بسر کرنا مودودی جماعت کے مرکز میں روسی سفارت خانہ کے فرسٹ سیکرٹری کا بے تکلفانہ پہنچ جانا کم معنی خیز نہیں ہے، پاکستان میں اشتراکیت اور اشتراکی ملکوں کے خلاف سب سے پہلے میدان میں آنے والے یہ دونوں گروہ ہی تھے، اور پاکستان کے روز اول سے ہی یہ دوسرے محب وطن افراد کو جو ان سے مذہبی اور سیاسی اختلاف رکھتے ہیں۔ اشتراکیت نوازی، چین نوازی اور روس نوازی کے طعنوں سے نوازتے رہے۔

لیکن عجیب بات ہے کہ اشتراکی سفارت خانوں کا کوئی افسر، اشتراکیت نوازی سے مطعون افراد و جماعتوں سے ملاقات کرتا ہوا کبھی نہیں پایا گیا۔

مگر اب اچانک یہ پردہ اٹھ رہا ہے کہ روسی سفارتخانہ کا رخ جماعت مودودی کے مرکزی دفتر کی طرف ہے۔ اور چینی سفارت خانہ کا رخ ربوہ کی طرف ہے۔

کیا ان دونوں واقعات کو پاکستان کی کسی معنی خیز مستقبل کی علامت سمجھا جائے جس کا منصوبہ نہایت گہرا اور دور رس ہو سکتا ہے

ہم آئندہ کسی شمارہ میں اس کے مضمرات پر مفصل معروضات پیش کرینگے۔

جمعیۃ طلباء اسلام چکوال کا انتخاب

سرپرست حضرت مولانا محمد نعیم صاحب مدرس دارالعلوم حنفیہ۔ صدر حافظ مظہر الحق۔ نائب صدر حافظ عبدالرحیم اعجازی۔ ناظم اعلیٰ عبدالمجید قاسمی۔ ناظم غلام فرید صاحب خازن محمد صدیق صاحب۔

"اورام و بثور"

حکیم ہاشم احمد عباسی (بی اے) عباسی دواخانہ
۹ - ای شاہ عالم مارکیٹ — لاہور

(نوٹ) مخصوص امراض سے متعلق سوالات براہ راست کیجئے

اس اشاعت میں "اورام و بثور" سے متعلق ایک عام معلوماتی مضمون ہے جس کے مطالعہ سے ہر ایک کو ان کی ماہیت اسباب وغیرہ کے متعلق پتہ چلے گا کہ یہ کیا ہیں اور کیوں۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت سے "اورام و بثور" کے متعلق ہر ایک پر ترتیب وار روشنی ڈالی جائیگی، تاکہ ہر ایک قسم سے متعلق علاج وغیرہ تک قاری کی رہنمائی ہو جائے۔

ورم یا اعضاء کا پھولنا۔ ان کا سبب رطوبات فضلیہ کی زیادتی ہوتی ہے۔ جب جلد کی قوت دافعہ کمزور ہو جاتی ہے جو رطوبات فضلیہ وہاں جمع ہو جاتی ہیں تو ورم کی صورت ظاہر ہوتی ہے۔ بدن کے اعضاء میں چار ہضم ہوتے ہیں۔ جب غذا کے انہضام میں کوئی سبب غیر طبعی ہوتا ہے اور وہ خون اعضاء کے تغذیہ کے لئے جاتا ہے جو خون کا اچھا حصہ ہوتا ہے وہ جذب کر لیتے ہیں، باقی کو پھینک دیتے ہیں، یہاں تک جب اعضاء غشائیں رباطات اور جتنے بھی اعضا ہیں اچھے اچھے خون سے تغذیہ حاصل کرتے رہتے ہیں، جب خون جلد کے تغذیہ کے لئے آتا ہے۔ جلد بھی اچھے خون سے تغذیہ حاصل کرتی ہے۔ باقی جو فضلات ہوتے ہیں اگر جلد میں پوری قوت ہوتی ہے اس کو پھینک دیتی ہے ورنہ وہ جلد میں جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ مواد بھی اخلاط اربعہ اور ریاح ہوتے ہیں۔ اگر جلد میں پوری قوت ہوتی ہے تو وہ بذریعہ پسینہ نکال پھینکتی ہے۔ اگر اس کی دافعہ کمزور ہوتی ہے تو وہ جمع رہتے ہیں۔ پس اگر ورم کا سبب خون غلیظ ہوتا ہے اور اس سے ورم ہوتا ہے۔ اس ورم کا نام اطباء نے فلغمونی رکھا ہے۔ اگر صفراء ہوتا ہے تو سوزش ہوگی، زردی سرخی ہوگی۔ اور اگر صفراء و خون دونوں اس کے باعث ہوں گے، حمرہ فلغمونی سے پکارا جائے گا یا فلغمونی حمرہ کے نام سے پکاریں گے۔ حمرہ فلغمونی میں صفراء کی زیادتی ہوتی ہے۔ اگر ورم بلغمی مخالط عضو ہوگا تو ورم رفو کہلائے گا اور یہ سلسلہ کہلائے گا۔ اگر ورم سوداوی داخل عضو ہوگا اور معلوم ہوگا تو اس کو ورم سرطانی کے نام سے پکاریں گے ورنہ ورم خنازیری کہلائے گا، اور جو خارج ہوگا، اس کو سلعہ وصلابت کے نام سے پکاریں گے۔ اور اگر ظاہر ہوگا تو ورم خلدی کہلائیگا اور اگر عام بدن میں رطوبت کی زیادتی ہوگی اور اعضاء کی قوت دافعہ اس کو نکال نہ سکے گی تو پیٹ میں جمع ہو جائیگی جو استسقاء زقی کے نام سے موسوم ہوگا۔ اور اگر خاص عضو میں ہوگا تو فیلقہ الماء نام ہوگا۔ اور اگر ریاح کا اجتماع ہوگا اور اعضاء سے مخالط ہوگا تو نفیخ کہلائے گا۔ اور اگر اجتماع صلابت کے ساتھ ہوگا تو اس کا نام نفخہ ہوگا۔ ورم فلغمونی چونکہ خونی ہوتا ہے۔ اس میں کھچاوٹ اور تمدد، لیکن اور انتفاخ اور تشنگی ہوتی ہے۔ بخار بھی ہوتا ہے اور ورم کا رنگ سرخ ہوگا، مگر قدرے سیاہی لئے ہوئے۔

بقیہ مولانا مفتی محمد شفیعؒ

بیس سات سال تک بندگان خدا کو علم و عرفان سے فیض یاب کرتے رہے۔ ۱۹۴۴ء میں سرگودھا کی جامع مسجد کے لیے جیّد عالم اور مفتی کی ضرورت محسوس کی گئی۔ انجمن اسلامیہ کے ذمہ دار لوگ آپ کے پاس خوشاب گئے اور آپ کو مجبور کر کے سرگودہا میں لے آئے۔ آپ نے سراج العلوم کو بھی خوشاب سے جامع مسجد سرگودہا میں منتقل کر لیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی جامع الصفات شخصیت کی بدولت اس مسجد کو ایک دارالعلوم اور خانقاہ کی حیثیت بھی عطا فرمادی۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سراج العلوم اور بانیٔ سراج العلوم کے متعلق اپنے تاثرات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالےٰ نے اپنے اسلام کی حفاظت کے لیے ہر دور میں اپنے مخلص اور مقبول بندے پیدا کرتا رہتا ہے جن کی برکت سے انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون والے عہد کا ایفا ہوتا رہتا ہے اس دور میں بھی اس قاعدہ کے مطابق اپنے مقبول بندوں سے، اسلام کی حفاظت کا کام لے رہا ہے۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ مخدوم و محترم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم بھی اسی جماعتِ مقدسہ کے ایک فرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے مبارک ہاتھوں سے مدرسہ عربیہ سراج العلوم سرگودہا کی بنیاد رکھوائی" (اجمالی ذکر)

آپ نے مسندِ ارشاد، تدریس اور خطابت کے بلند مناصب سنبھال رکھے تھے۔ اس لیے آپ کے ملک گیر دورے نہیں ہوئے بلکہ سرگودہا اور اس کے مضافات میں انگریزوں کے خلاف نفرت و عداوت کی تخم ریزی کرتے رہے اور جنگِ آزادی میں اپنے بزرگوں سے بھرپور تعاون کیا۔ اس راستہ میں ابتلاء و آزمائش کے کئی دور آئے۔ لیکن آپ نے ہر مرحلہ پر جرأت و استقامت کا مظاہرہ کیا۔

انگریز فرمانروا جارج پنجم کا جانشین معاشقے میں مبتلا ہو کر تخت سے ہاتھ دھو بیٹھا تو جارج ششم تخت نشین ہوا اور حکومتِ برطانیہ کی طرف سے یہ احکامات جاری ہوئے کہ پورے ہندوستان کی عبادت گاہوں میں جارج پنجم کی مغفرت، جارج ششم کی کامیابی اور حکومت کے استحکام کے لیے دعائیں کی جائیں۔ دیگیں پکیں اور چراغاں ہو۔ سرگودھا میں انگریزوں کے خوشامدی رؤسا کی ایک جماعت آپ کے پاس مسجد میں گئی اور اپنا پروگرام پیش کیا کہ مسجد کے سامنے دیگیں پکا کر کھانا تقسیم کیا جائے گا۔ آپ سے کہا کہ آپ مسجد میں دعا کرائیں۔ آپ نے فرمایا:

"نہ میں انگریزوں کے لیے دعا کراؤں گا اور نہ ہی مسجد کے سامنے چاول پکانے دوں گا"

ان خوشامدیوں کے پروگرام اور مسجد میں آمد کی اطلاع شہر میں پھیل گئی۔ لوگ جوق در جوق مسجد میں پہنچے۔ بہت بڑا اجتماع ہو گیا۔ آپ نے انگریزوں کے خلاف پرجوش تقریر فرمائی۔ جس میں فرمایا کہ مسلمانوں کی مسجدیں رو رہی ہیں اور مسلمانانِ ہند مزید ایک عرصہ کے لیے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جا رہے ہیں۔ اور تم ہو کہ ان کے لیے دعا کرنے اور خوشیاں منانے آئے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی"

آپ نے تقریر ختم کی تو عوام انگریزوں پر لعنتیں بھیجتے ہوئے گھروں کو لوٹے اور انگریزوں کے ٹوڈیوں اور خوشامدیوں کو ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ان کے تمام سرکاری پروگرام دھرے کے دھرے رہ گئے۔ ضلعی حکام کو آپ کے خلاف کوئی کاروائی کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ پنجاب کا انگریز چیف سیکرٹری اس معاملہ کی تحقیقات کے لیے سرگودھا آیا تو ڈپٹی کمشنر نے اُسے کہا کہ "اگر حضرت مفتی صاحب کے خلاف حکومت کی طرف سے کوئی اقدام ہوا تو عوام میں شدید اشتعال پیدا ہو گا۔ جس پر قابو پانا ہمارے لیے مشکل ہو جائے گا"۔ وہ بھی کوئی کاروائی کیے بغیر واپس چلا گیا۔

پنجاب میں انگریزوں کے خلاف جو جماعتیں کام کر رہی تھیں۔ ان میں مجلس احرار اسلام کو امتیازی مقام حاصل تھا۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اور مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانویؒ جیسے شیر دل اور مجاہد علماء اس جماعت کی قیادت کر رہے تھے۔ آپ بھی مجلس احرار میں شامل ہوئے اور اس کی سرگرمیوں میں برابر حصّہ لیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے علماءِ حق کی قربانیوں اور محنتوں کے نتیجے میں ملک کو آزاد فرمایا اور اسلام کے نام پر پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو آپ "صف اول" کے قائدین میں شامل تھے۔ تحریک زوروں پر تھی۔ آپ سرگودہا میں تحریک کی قیادت کر رہے تھے کہ رات کے سناٹے میں آپ کو سکان سے گرفتار کر لیا گیا۔ نو مہینے جیل میں رہے جب آپ کو کیمل پور جیل میں لے جایا گیا تو حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں تھے۔ دونوں باخدا بندوں کو اکٹھے رہنے کا موقع ملا۔ آپ حضرت غورغشتویؒ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ آپ کی قربانی اور اخلاص کے معترف اور بہت قدرداں رہے۔

جون ۱۹۵۴ء میں مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شریکِ درس ہونے کا موقع نصیب ہوا۔ کچھ عرصہ بعد میری صحت خراب رہنے لگی اور میں نے تعلیم چھوڑنے کا ارادہ کر لیا میں نے ساتھیوں سے بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ بخاری شریف کا سبق پڑھاتے ہوئے حضرت نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا "اگر آپ بیمار ہیں تو علاج کرائیں۔ یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ تعلیم چھوڑ کر گھر جا بیٹھیں .... دوسرے ساتھیوں کو تو پتہ نہ چلا کہ حضرت کیا فرما گئے لیکن میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ارادہ آپ پر منکشف فرما کر میرے لیے رہنمائی کا سامان فرما دیا ہے میں نے تعلیم چھوڑنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔

آپ ہمیشہ طالب علموں کو علم پر عمل کرنے اور سلوک و تصوف کو اپنانے کی نصیحت فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ "علم کے ساتھ سلوک کی چاشنی ضرور ہونی چاہیے۔ علم اور استاد کے ادب اور سبق کے لیے طہارت کی بہت تاکید فرماتے تھے اس سلسلہ میں اپنے زمانۂ تعلیم کا ایک واقعہ بھی سنایا تھا کہ میرے حضرت دیوبند تشریف لے گئے تو حضرت شاہ صاحب نے شکایت کی کہ مجھے سبق پڑھاتے ہوئے دارالحدیث میں بعض اوقات تاریکی سی محسوس ہوتی ہے۔ حضرت نے دوسرے دن حضرت شاہ صاحب کو بتایا کہ بعض طلبہ کسی وقت بغیر طہارت کے شریک سبق ہو جاتے ہیں۔ یہ اس کی ظلمت ہوتی ہے حضرت شاہ صاحب نے دارالحدیث میں طلبہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:

"بھائی! ایک صاحبِ کشف نے یہ بات بتلائی ہے کہ بعض لوگ بلا طہارت شریکِ درس ہو جاتے ہیں۔ اس لیے آئندہ ایسا ہرگز نہ ہو"

۱۹۵۶ء میں جمعیۃ علمائے اسلام کا دورِ جدید شروع ہوا تو آپ شمالی پنجاب کے امیر منتخب ہوئے اور دمِ واپسیں تک اس منصب پر فائز رہے۔ جمعیۃ علمائے اسلام کے پروگراموں میں نمایاں حصہ لیا۔ ۱۹۶۵ء میں قومی اسمبلی کے الیکشن میں آپ نے جمعیۃ کے ٹکٹ پر حصہ لیا۔ مقابلہ میں بہت بڑا جاگیردار اور حکومت کا خاص آدمی تھا۔ ضلع کے بڑے بڑے زمیندار اور حکومت کی ساری مشینری حرکت میں آ گئی۔ دھونس، دھاندلی، اور لالچ کا جو شرمناک مظاہرہ ہوا۔ اس کی نظیر شاید ہی کسی پولنگ میں مل سکے۔

۱۵ جولائی ۱۹۶۶ء کو جمعہ کے دن صبح کی نماز کے وقت سرگودہا میں آپ کا وصال ہوا اور آبائی گاؤں گنجیال میں آپ کا مزار بنا۔ اپنے پیچھے گھر عالموں اور حافظوں کا بھرا ہوا چھوڑا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد سعید صاحب مدظلہ آپ کے جانشین ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فضلاء میں سے ہیں۔ مسند تدریس و خطابت پر فائز ہیں۔

دوسرے صاحبزادے مولانا عبدالسمیع صاحب مدرسہ سراج العلوم کے مہتمم اور ڈویژنل جمعیۃ علمائے اسلام کے ناظمِ عمومی ہیں۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے ہیں۔

مولانا قاری احمد شفیع مدرسہ سراج الاسلام چھڑالہ ضلع لائل پور کے مہتمم ہیں۔ مولانا قاری محمد رفیع صاحب جامع مسجد کے امام ہیں۔ دو چھوٹے صاحبزادے حافظ ہو کر علمِ دین پڑھ رہے ہیں۔

صاحبزادوں کے علاوہ آپ کے بے شمار شاگرد علماء ملک اور بیرون ملک خدمت دین اور اشاعت اسلام میں مشغول ہیں۔ جن میں سے آپ کے خلیفہ مجاز مولانا صالح محمد صاحب سرگودھا، حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب خوشاب، حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچی اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب طانک آپ کی خصوصی علمی یادگاریں ہیں۔